ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد20

جمعۃ المبارک8/مارچ2013ء

25/ربیع الاوّل 1434 ہجری قمری ❁ 8/امان 1392 ہجری شمسی

شمارہ 10

نواسے کے لئے دعا

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے (پچھلے) پہر نکلے اور بنی قینقاع کے بازار میں آئے اور حضرت فاطمہؓ کے صحن مکان میں بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا بچہ یہیں ہے؟ کیا بچہ یہیں ہے؟ (آپؐ کی مراد حضرت حسنؓ سے تھی) تو (حضرت فاطمہؓ نے) کچھ دیر اسے روکے رکھا۔ جس سے میں سمجھا کہ وہ اسے نہلا رہی ہیں۔ اتنے میں وہ دوڑا آیا۔ اس کے آتے ہی آپؐ نے اسے گلے لگایا اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ! اسے اپنا محبوب بنائیو اور اس شخص سے بھی محبت کریئو جو اس سے محبت رکھے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق حدیث نمبر1979)

2006ء۔ 2005ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا مختصر تذکرہ

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے علاوہ مختلف ممالک کے ٹی وی چینلز اور ریڈیو کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے پیغام کی تشہیر اور ان کے نیک اثرات، احمدیہ ویب سائٹ، تحریک وقف نو، ہیومینٹی فرسٹ، احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن وغیرہ جماعتی اداروں کی مساعی کا تذکرہ۔

اس سال 102 ممالک سے 270 قوموں سے تعلق رکھنے والے 2 لاکھ 93 ہزار 881 افراد بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ مختلف ممالک میں بیعتوں کے ایمان افروز واقعات۔ بہت سے لوگوں کو رؤیائے صادقہ کے ذریعہ قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ مخالفین کے عبرتناک انجام اور جماعت کی مالی قربانی کے واقعات کا روح پرور بیان۔

(حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 46ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 29 جولائی 2006ء کو بعد دوپہر کے اجلاس میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب

(دوسری و آخری قسط)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا اب جو ایک سیٹلائٹ کا نیا معاہدہ ہوا ہے اس میں اب افریقہ وغیرہ کے ممالک میں بہت چھوٹی ڈش سے ایم ٹی اے سنا جا سکتا ہے۔ پہلے دو سیٹلائٹس کے ساتھ معاہدہ تھا اب ایک کے ذریعہ سے ہو گیا ہے اور اچھی کوریج ہوگئی ہے اور شرائط بھی بہتر ہیں۔

اسی طرح ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل ٹرانسمیشن کا آغاز بھی ہوگیا ہے۔ اور آٹھ زبانوں میں بیک وقت نشریات کی سہولت موجود ہے۔ نیوزی لینڈ سے تو بڑی اچھی response آئی ہے کہ ہمیں اِس کا بڑا فائدہ ہو رہا ہے۔ پہلے ڈیجیٹل ٹرانسمیشن تو شروع ہوگئی تھی لیکن اب ایم ٹی اے انٹرنیٹ پر بھی آنے لگ گیا ہے اور اِس کا بڑا فائدہ ہو رہا ہے۔ بعض ایسی جگہوں پر جہاں ڈش نہیں لگ سکتی وہاں یہ سنا جا رہا ہے۔

اِسی طرح اِس سال قادیان سمیت دنیا کے تقریباً پانچ، چھ ممالک سے میرے دورے کے دوران ایم ٹی اے کی براہِ راست نشریات خطبہ جمعہ کے دوران سنی گئیں۔ یہ بھی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے۔

پاکستان سے ایک مربی صاحب لکھتے ہیں کہ پچھلے دنوں خاکسار کو اپنے دو مربی ساتھیوں کے ساتھ تربیتِ نومبائعین کے سلسلہ میں وادیِ سوات میں مینگورا اور بشام جانے کا موقع ملا۔ کہتے ہیں رات کو ایک ہوٹل میں رہنا پڑا۔ ہوٹل کے ملازم نے چینل تبدیل کیا تو ایم ٹی اے آ گیا۔ ہم نے کہا کہ یہ لگا رہنے دو۔ ہوٹل والا کہنے لگا کہ ہم تمام ہوٹل والے اس چینل کو روزانہ دیکھتے ہیں اور ہمیں یہ بہت پسند ہے۔ اس طرح ایبوری میں ایک اور صاحب جو سابق ڈی ایس پی ہیں۔ اُن کا بیٹا ہے وہ ملے۔ وہ کہنے لگے کہ میں اپنے دوستوں کو خطبہ جمعہ ضرور سنواتا ہوں۔ تو ایسے علاقوں میں جہاں مخالفت بھی ہے اور ہمارا پیغام صحیح طرح پہنچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پیغام پہنچوا رہا ہے۔

اِس سال ایم ٹی اے کے علاوہ جو دیگر ٹیلی ویژن اور ریڈیو پروگرام ہیں اُن کے ذریعہ سے مختلف ممالک میں ایک ہزار دو سو تینتالیس (1243) ٹی وی پروگرام دکھائے گئے جو پانچ سو آٹھ (508) گھنٹے پر مشتمل تھے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ سات کروڑ افراد تک اُن کو سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ اس طرح سات کروڑ افراد تک پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔

اور ریڈیو پروگرام بھی بارہ ہزار دو سو انچاس (12249) گھنٹے پر مشتمل ہیں۔ اور اِس کے ذریعہ سے بھی جماعت کو پانچ کروڑ افراد تک پیغامِ حق پہنچانے کا موقع ملا۔

بورکینا فاسو میں تو باقاعدہ انتظام ہے۔ ہمارا ریڈیو چلتا ہے۔ بڑا اچھا سنا جاتا ہے۔

ایک خاتون جو احمدی نہیں ہیں لیکن اسلام سے بڑی سچی محبت رکھتی ہیں۔ پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں۔ انہوں نے نماز وغیرہ ہمارے احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ سے سیکھی۔ ایک دن ہمارے ریڈیو سٹیشن پر آئیں اور کہنے لگیں کہ پہلے تو مجھے کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ نہ نماز، نہ قرآن۔ مگر ایک سال مسلسل ریڈیو سننے کے بعد اب میں نے نماز بھی سیکھ لی ہے اور قرآن کی کئی سورتیں بھی یاد کرلی ہیں۔

پھر سَوَادَوْ غَوْ اِدْرِیْس صاحب نو احمدی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ریڈیو سٹیشن کی نشریات تو یوں اُن کی زندگی کا حصہ بن گئی ہیں جیسا کہ وہ سانس لیتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ کہنے لگے کہ بیعت سے پہلے وہ بہت سے دوسرے مُلّاؤں کی کیسٹس خرید کر سنا کرتے تھے۔ مگر جب سے ریڈیو کے ذریعہ مجھے حقیقی روشنی نصیب ہوئی ہے مَیں نے تمام کیسٹوں کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

مریم نامی ایک خاتون جو احمدی تو نہیں لیکن ایک دن وہ ہمارے ریڈیو سٹیشن آئیں اور کہنے لگیں کہ بوبو جو شہر ہے جہاں ریڈیو سٹیشن ہے۔ اس کے علاوہ ساتھ ایک دوسرا شہر بنفورہ (Banfora) ہے کیا وہاں بھی ریڈیو اسلامک احمدیہ کی آواز پہنچتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو بہت دُور ہے۔ وہاں اس کی نشریات نہیں جا رہیں۔ یہ اُس علاقے کو cover نہیں کرتا۔ تو کہنے لگیں کہ میرا ارادہ اُس جگہ جا کر آباد ہونے کا تھا۔ لیکن اگر آپ کا ریڈیو وہاں تک نہیں جاتا تو مَیں پھر اپنا پروگرام ملتوی کرتی ہوں اور اب مَیں یہیں رہوں گی تا کہ مجھے ریڈیو اسلامک احمدیہ سننے کا موقع ملتا رہے۔

ڈنمارک کے اخبار میں جب توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت ہوئی اور جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر خطبات کا سلسلہ شروع کیا تھا تو امیر صاحب بورکینا فاسو کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے یہ خطبات لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنے ریڈیو پر نشر کئے۔ ان خطبات کو سن کر ایک عیسائی شخص نے کہا کہ اگرچہ مذہباً عیسائی ہوں۔ لیکن جس عمدہ انداز سے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننے کو ملا ہے اِس سے میرا دل اسلام سے قریب ہوا ہے۔ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر آج مجھے دکھائی گئی ہے اگر یہ واقعی سچ ہے تو خدا کی قسم اسلام جیسا مذہب دنیا میں کوئی نہیں۔ کہتے ہیں اِن کے گرد بہت سے مسلمان بیٹھے تھے۔ اس عیسائی نے کہا کہ آج اگر مَیں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوتا ہوں تو سوائے احمدیت کے مَیں کہیں اَور نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب بھی اِن کا پیغام سنا ہے دل ہمیشہ مطمئن ہوا ہے۔ مولویوں نے اُن کو اتنا پکا کیا ہوا ہے کہ جو مسلمان اُن کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے کہا احمدیت تو عیسیٰ علیہ السلام کو مارتی ہے آپ کیسے اُن کو سچا مان رہے ہیں؟ اُس نے کہا کہ جو کچھ آج مَیں نے سن لیا ہے اِس نے میرے دل کو پھیرا ہے۔ اِس سے قبل مَیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا اور ہمیشہ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو terrorist سمجھتا تھا۔ آج کے پروگرام نے مجھے حقیقی چہرہ دکھایا ہے اور میرا دل بدل دیا ہے۔

پھر بورکینا فاسو سے ایک معلم زارح الیاس صاحب لکھتے ہیں۔ ایک دن ریڈیو کے ڈائریکٹر نے اُن کو کہا کہ بہت سے لوگ آ کر آپ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کیونکہ آپ کا پروگرام مستقل چل رہا ہے اور لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور بعض لوگ احمدیت میں داخل ہونے کے خواہشمند ہیں۔ اس پر معلم صاحب نے کہا کہ میں اِس

وقت ریڈیو اسٹیشن پہ ہوں۔ جو بھی مجھے ملنا چاہتا ہے وہ ریڈیو اسٹیشن آجائے۔ تو سب سے پہلے ایک بڑی فیملی کے سربراہ پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ چھ ماہ سے آپ کا پروگرام سن رہا ہوں۔ میرا دل مطمئن ہے اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اِس کے علاوہ بعد میں پھر اور آدمیوں نے رابطہ کیا۔

اِس کے علاوہ دوسرے ملکوں کے جو مختلف اخبارات ہیں ان میں بھی جماعت کے متعلق خبریں آتی رہتی ہیں۔ اور جماعت کے انٹر فیتھ وغیرہ کے بارے میں جو مختلف پروگرام ہوتے ہیں اور بین المذاہب کی جو کانفرنس وغیرہ ہوتی ہے، اُس کی خبریں یہ اخبار شائع کرتے ہیں جس سے احمدیت کا اس علاقے میں اِن ملکوں میں کافی حد تک تعارف ہو جاتا ہے۔

احمدیہ ویب سائٹ

پھر alislam کے نام سے احمدیہ ویب سائٹ جو ہے اُس میں بھی سارے خطبات ہیں۔ ہر ہفتے نشر کئے جاتے ہیں۔ 170 کتابیں آن لائن آ گئی ہیں۔ تفسیرِ کبیر، تفسیرِ صغیر، حقائق الفرقان اور تعلیم فہم القرآن وغیرہ اُن میں شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے خطبات، انوار العلوم اور اس طرح بہت ساری دوسری کتابیں، دیباچہ تفسیر القرآن، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ترجمۃ القرآن کلاسز اور جو مختلف جماعتی رسائل ہیں، یہ ساری چیزیں ویب سائٹ پہ موجود ہیں۔

تحریک وقفِ نَو

تحریک وقفِ نو جو ایک عظیم تحریک تھی اور ہے اور جس کے پکے پھل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ چند سالوں میں جماعت کو نظر آئیں گے اور اُن کے نتائج بھی انشاء اللہ نظر آئیں گے۔ اللہ کے فضل سے اس سال واقفینِ نو کی تعداد میں تین ہزار ایک سو اسّی (3180) کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اب واقفینِ نو کی تعداد تینتیس ہزار ایک سو نوے (33190) ہوگئی ہے۔ لڑکوں کی تعداد اکیس ہزار چھ سو بیاسی (21682) اور لڑکیوں کی تعداد گیارہ ہزار پانچ سو آٹھ (11508)۔ اِس طرح یہ جو دو اور ایک کی نسبت ہے وہ ابھی تک تقریباً قائم ہے۔ اِس میں سے زیادہ تعداد پاکستان کے واقفینِ نو کی ہے جو بیس ہزار دو سو ستر (20,270) ہے۔ اور ان میں بھی پاکستان میں ربوہ میں سب سے زیادہ چھ ہزار ایک سو سینتالیس (6147) ہیں۔ جبکہ بیرونِ پاکستان بارہ ہزار نو سو بیس (12920) ہے اُس کے علاوہ دوسرے نمبر پر پھر انڈیا ہے۔ پھر کینیڈا ہے۔ انگلستان ہے۔ انڈونیشیا ہے۔

ہومیوپیتھی کے ذریعہ خدمتِ خلق

اللہ تعالیٰ ہومیوپیتھی کے ذریعہ خدمتِ خلق کا جو موقع جماعت کو دے رہا ہے۔ اِس میں بھی اِس سال یوکے میں 31 ڈسپنسریز سے 37,412 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ یہ تعداد تو بہرحال مجھے کم لگتی ہے۔ پوری طرح رپورٹس نہیں آئیں۔ اللہ کے فضل سے اِس سے بہت زیادہ کام ہو رہا ہے۔ ربوہ میں ڈاکٹر وقار بسرا صاحب کی نگرانی میں جو طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے اِس کے مطابق کل ایک لاکھ اکیس ہزار تین سو نوے (1,21,390) مریضوں کا علاج کیا گیا جس میں اکتالیس ہزار پانچ سو ساٹھ (41560) غیر از جماعت لوگوں کا علاج کیا گیا۔

اور اِن میں مختلف جگہوں کے اور مختلف طبقات کے پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔

ہومیوپیتھی کے علاج کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ شفا کے عجیب عجیب نظارے دکھاتا ہے۔ مبلغ انچارج سپین لکھتے ہیں کہ پیدرو آباد جماعت کی ایک خاتون پر شدید برین ہیمرج کا حملہ ہوا اور سارا جسم مفلوج ہو گیا۔ ڈاکٹرز علاج کر رہے تھے۔ لیکن بہتری کی بجائے حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ تیسرے دن ڈاکٹروں نے تقریباً جواب دے دیا تو انہوں نے یہاں فون کیا۔ اور ہماری ہومیو پیتھی ڈسپنسری سے دوائی لی۔ تو کہتے ہیں کہ ایک خوراک ہی کھلائی تھی کہ صبح ہونے تک پہلے ٹانگوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ ڈاکٹرز چیک کر کے حیران رہ گئے۔ اور پھر استعمال سے اللہ کے فضل سے مریضہ خود چلنے کے قابل ہو گئی ہیں۔

پھر اولاد کی نعمت سے محروم بعض لوگوں کو اِس سے بڑا فائدہ ہوا۔ اور اِس طرح اللہ کے فضل سے اس سے بھی جماعت کا نام دنیا میں متعارف ہو رہا ہے۔

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد

جماعت اللہ کے فضل سے نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد میں بھی کافی کام کر رہی ہے۔ اور مختلف جگہوں پر ہسپتالوں کے ذریعہ سے بھی اور کیمپوں کے ذریعہ سے بھی کام ہو رہا ہے۔ بورکینا فاسو میں آنکھوں کے آپریشن کے لئے کیمپ لگایا گیا۔ انہوں نے پہلے ایک مہینے میں 100 کی اجازت لی تھی۔ لیکن اللہ کے فضل سے بڑا کامیاب رہا اور موتیا کے 205 مریضوں کے آپریشن کئے گئے۔ کہتے ہیں کہ جو مریض آپریشن کروا کے جاتے ہیں اُن کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے۔ ایک معمر آدمی جس کی تقریباً پندرہ، بیس سال سے نظر بند تھی۔ آپریشن کے بعد جب اُس کی نظر بحال ہوئی تو ہر ایک سے کہہ رہا تھا کہ اُس کا خیال تھا کہ اب موت تک وہ اِس طرح اندھا رہے گا۔ لیکن اب آپریشن کے بعد وہ دیکھ سکتا ہے، ہر رنگ دیکھ سکتا ہے۔ وہ لوگوں کو بلا بلا کے کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ فلاں رنگ ہے، فلاں رنگ ہے اور اُس کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

Leo region کے ایک گاؤں Firdo میں ایک پندرہ سالہ لڑکا بینائی سے محروم تھا۔ جب آپریشن کے بعد یہ Leo شہر پہنچا تو رات کا وقت تھا۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اور ضد یہ تھی کہ ابھی میں اپنے گاؤں واپس جاؤں گا۔

پھر Dori region کی ایک لڑکی کا آپریشن ہوا۔ تھوڑا تھوڑا جب اُس کو نظر آنے لگا تو اُس نے پوری آنکھیں کھولیں اور خوشی سے کانپتے ہوئے اپنے باپ کو بتایا کہ دیکھیں اب میں صاف دیکھ سکتی ہوں۔

ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity first)

Humanity first کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمتِ انسانیت کا کام ہو رہا ہے۔ اور دنیا کے 19 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ حال ہی میں UNO نے بھی اِس کو اپنے اداروں میں رجسٹرڈ کر لیا ہے۔ اِس سال جو زلزلہ پاکستان میں آیا تھا۔ اُس میں ہیومینیٹی فرسٹ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کام کیا ہے۔ کینیڈا، امریکہ، جرمنی، یوکے، ہالینڈ وغیرہ سے ڈاکٹروں اور رضا کاروں وغیرہ کی ٹیمیں گئی ہیں اور وہاں کام کرتی رہی ہیں۔ اور انہوں نے چھ مہینے سے زائد عرصہ تک مسلسل کام کیا ہے۔ UNO نے اصل میں تو اسی کام کو دیکھتے ہوئے ہماری اس تنظیم کو رجسٹر کیا ہے۔ وہاں پاکستان میں پچھتر ہزار (75000) زخمیوں اور مریضوں کو ہمارے ڈاکٹروں نے دیکھا۔ پانچ لاکھ بیس ہزار کلوگرام امدادی سامان خوراک اور دوسری چیزیں دی گئیں۔ انتالیس ہزار متاثرین کو عارضی رہائشگاہ کی سہولت دی گئی جن میں ٹینٹ اور جستی چادروں کے شیلٹر وغیرہ شامل تھے۔ ہیومینیٹی فرسٹ نے اسلام آباد میں ایک میڈیکل ریلیف سینٹر قائم کیا جہاں شدید زخمیوں، متاثرین اور اُن کے خاندانوں کو 132 دن رکھا گیا اور ہر ممکن دیکھ بھال کی گئی۔ ایک سو پچیس شدید زخمی اور اُن کے آٹھ سو پچاس افرادِ خاندان کو جب رکھا گیا تو ساتھ کھانا بھی مہیا کیا گیا۔ چوبیس گھنٹے سہولتیں فراہم تھیں۔ تین لاکھ چھپن ہزار چار سو سے زائد کو کھانے مہیا کئے گئے۔ ہیومینیٹی فرسٹ کے رضا کاروں نے کُل چار لاکھ اکاسی ہزار 192 مین آورز (Main hours) فیلڈ آپریشن میں خرچ کئے۔ اب یہ انسانیت کا کام تھا جو ہم نے کرنا تھا۔ قطع نظر اِس کے کہ ہمیں وہاں کیا سمجھا جاتا ہے اور کیا کہا جاتا ہے۔

افریقہ میں بھی اِس کے تحت کام ہو رہا ہے۔ آئی ٹی سینٹرز، کمپیوٹر سینٹرز کھل رہے ہیں۔ گیمبیا میں ایک ستائیس ایکڑ زمین پر مختلف پروجیکٹس کا کام ہو رہا ہے۔ اس میں سیکنڈری سکول بھی شامل ہے۔ مالی میں، نائیجر میں، اِسی طرح مختلف ملکوں میں نلکے اور طبی سہولتوں کو مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انڈونیشیا میں جو سونامی آیا تھا اُس میں مدد کی گئی ہے۔ اور اب جو پچھلے دنوں جاوا میں آیا ہے اُس میں بھی سب سے پہلے جو ٹیم پہنچی وہ ہماری ہیومینیٹی فرسٹ کی تھی۔

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے ذمہ مَیں نے کام لگایا تھا کہ افریقہ میں کم قیمت پر بجلی پیدا کرنے کے متبادل ذرائع تلاش کرنا۔ غریب ممالک میں پینے کے لئے صاف پانی مہیا کرنا۔ عمارات کی تعمیر اور ڈیزائن کے لئے جو انجینئرز ہیں وقفِ عارضی کریں اور ڈیزائن کر کے دیں۔ چنانچہ ان ہدایات کی روشنی میں یورپین چیپٹر نے کافی کام کیا ہے۔ سولر سیل (Solar Cell) کی ٹیکنالوجی اور وِنڈ ٹربائن (Wind Turbine) جو ہیں اس ٹیکنالوجی کے گھانا میں تین پائلٹ پروجیکٹ (Pilot Project) لگائے ہیں۔ چائنا (China) جا کر اس ٹیکنالوجی کی مزید معلومات حاصل کی گئیں۔ اور اسی طرح تیس عدد سولر اور وِنڈ (Wind) سسٹم چائنا سے خریدے گئے۔ کافی تعداد میں سولر لائٹس خریدی گئیں۔ اِس کے لئے آسٹریلیا سے معلومات لی گئیں۔ وہاں بھی وفد گیا۔ افریقہ میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے گئے۔ غانا میں ڈرِلنگ اور جیو فزیکل (Geo Physical) ٹیسٹنگ وغیرہ کے کام کئے۔ اور بورکینا فاسو میں ہینڈ پمپ (Hand Pump)، ہینڈ وَیل (Hand Wel) وغیرہ لگائے گئے۔ جو پرانے بند ہو گئے تھے اُن کو دوبارہ چالو حالت میں کیا گیا۔ اور کچھ نئے بھی لگائے گئے۔ کینیڈا کی انجینئرز ٹیم بھی اس میں شامل ہوئی تھی۔ پھر ہالینڈ، سپین، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، پرتگال، ناروے وغیرہ کی جو مساجد وغیرہ کی جماعتی تعمیرات ہیں اِن میں اِنہوں نے کافی کام کیا۔ اِس کے علاوہ گیمبیا، آئیوری کوسٹ کے پروجیکٹ میں بھی کام کیا۔ قادیان کے بہشتی مقبرہ کے تعلق میں بھی کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح منارۃ المسیح کے محفوظ رکھنے کے لئے بھی یہاں کے انجینئرز کام کر رہے ہیں۔

بیعتیں

اِس سال جماعت نائیجیریا کو مجموعی طور پر ایک لاکھ پندرہ ہزار چھہتر (1,15,076) بیعتیں حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ اِس میں اکتالیس (41) اماموں نے احمدیت قبول کی۔ اور اٹھہتر (78) مقامات پر پہلی بار جماعت کا نفوذ ہوا۔ جماعت نائیجیریا کو ہمسایہ ملک Cameroon اور Chad، Equatorial Guinea میں بھی نمایاں کامیابیاں ملیں۔

امسال ملک کے دارالحکومت Abuja میں انہوں نے ایک لاکھ پاؤنڈ کے اخراجات سے 81 ایکڑ زمین خریدی ہے۔

مبلغ انچارج صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک نومبائع داعی الی اللہ علی ہارون صاحب تبلیغ کے لئے بہت جوش رکھتے ہیں۔ انکپا شہر کے رہنے والے ہیں۔ انہیں پورے شہر میں جماعت کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اپریل میں جب اس شہر اور اسٹیٹ کے امیر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے تو یہاں کے مختلف علماء نے موقع پا کر جماعت کی مخالفت شروع کر دی۔ جماعت کے معلم صاحب کو ڈرایا دھمکایا کہ یہ علاقہ چھوڑ جائیں اور سب معززین اور علماء اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ایک دن اُن کو پکڑ لیا کہ یا تو اعلان کرو کہ تم ہمارے ساتھ ہو یا جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہو۔ آج فیصلہ ہو گا۔ تو علی ہارون صاحب چند لمحے خاموش رہے۔ پھر سب کے سامنے تشہد اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ سچی جماعت ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام خدا کی طرف سے ہیں۔ اور مَیں جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہوں اور رہوں گا۔ یہ بات سن کر، پتہ نہیں اللہ میاں کا ایسا تصرف ہوا کہ مولویوں کا جو جوش تھا وہ سب وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اُس کے بعد اللہ کے فضل سے وہاں ہزاروں کی تعداد میں بیعتیں ہوئی ہیں۔

پھر یہاں نائیجیریا میں ہی اَزارے (Azare) شہر سے دو کلومیٹر دُور ایک گاؤں پٹارا (Patara) ہے۔ وہاں چیف سمیت لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ گاؤں کے چیف نے امام صاحب کو سمجھایا۔ لیکن جب وہ نہ مانے تو چیف نے احمدی نائب امام کو اپنا امام بنا دیا۔ اس پر امام صاحب نے باہر کے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب گاؤں میں کسی نے ساتھ نہ دیا تو خاموش رہ گئے۔ اس گاؤں کی مسجد بہت خوبصورت ہے اور شہر کے ایک امیر آدمی نے گاؤں کیلئے بنائی تھی۔ یہ آدمی خود تیجانیہ فرقہ کا ہے۔ وہاں تیجانیہ فرقہ کافی ہے۔ تو اِس مخالف نے نومبائعین سے کہہ دیا کہ اگر آپ احمدی ہو گئے تو آپ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ یہ مسجد تیجانیہ فرقہ کے لئے بنوائی گئی ہے۔ اس پر نومبائعین نے صاف جواب دے دیا کہ ہم تو احمدی ہو چکے ہیں۔ تم نے ہمیں نماز نہیں پڑھنے دینی تو اپنی مسجد اٹھا کر لے جاؤ۔ اس پر اُس آدمی نے جماعت سے درخواست کی کہ مجھ سے مسجد خرید لیں۔ چنانچہ ایک احمدی دوست نے پیسے دے کر وہ مسجد خرید لی۔

اِس سال جماعتِ احمدیہ غانا کو ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو (103800) بیعتیں کروانے کی توفیق ملی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر237

مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ (4)

گزشتہ چار اقساط میں ہم نے مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ کے ایم ٹی اے سے تعارف تک کے حالات کا تذکرہ کیا تھا ان کے بارہ میں اس آخری قسط میں باقی امور بیان کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتی ہیں:

نئے افق

مَیں ایک ایسے معاشرے میں رہ رہی تھی جس میں عقل و منطق سے مطابقت رکھنے والے امور ناپید تھے۔ اس لئے میرے لئے یہ ماننا مشکل تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظاہری پرندوں کے ٹکڑے کرکے پہاڑ پر نہیں رکھے تھے۔

احمدی تفسیر سنی تو اس نے نئے افق کھول دیئے اور مَیں نے سوچا کہ اگر ابراہیمؑ نے قیمہ کئے ہوئے پرندوں کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی صداقت کے لئے یہ نشان کیوں نہیں دکھاتا کہ ان کے ذریعہ بعض مردے ظاہری طور پر زندہ کر دے۔ اگر ایسا کرنا خدا تعالیٰ کی سنّت کے خلاف ہے تو پھر ابراہیمؑ کے لئے بھی ظاہری طور پر ایسا نہیں ہوا۔ اور روحانی معنوں میں احمدیت کی تفسیر سب سے اَولیٰ ہے۔

میرے لئے یہ ماننا بھی اتنا آسان نہ تھا کہ جنّ سے مراد دراصل بنی نوع انسان کی ہی ایک قسم ہے نیز اس سے مراد جراثیم اور ہوا میں منتشر کئی اقسام کے بکٹیریا وغیرہ بھی ہیں؟ لیکن ایم ٹی اے پر پیش کی جانے والی شرح نے میرے لئے سوچ کے نئے ابواب کھولے۔ مَیں نے سوچا کہ اگر اسے انسانوں پر سوار ہونے کی طاقت حاصل ہے تو باوجود مخفی ہونے کے سارا دن اندھیرا چھا جانے کا انتظار کیوں کرتا رہتا ہے اور اس تاک میں کیوں رہتا ہے کہ کوئی اکیلا شخص اس کے سامنے سے گزرے تو وہ رقص کرتے ہوئے اور عجیب وغریب حرکات کے ذریعہ اس کے دماغ پر سوار ہو جائے؟ اس نہج پر مزید سوچنے سے مجھے جنّوں کے بارہ میں عمومی عقیدہ کی کمزوری کا بخوبی اندازہ ہو گیا۔

میرے لئے یہ یقین کر لینا بھی اتنا آسان نہ تھا کہ سلیمان علیہ السلام ظاہری پرندوں سے باتیں نہیں کیا کرتے تھے اور انہوں نے چھوٹے سے پرندے ہُدہُد کو سزا دینے کی دھمکی نہیں دی تھی؟ لیکن یہ اور اس طرح کے دیگر اختلافی مسائل کا حل مجھے ایم ٹی اے العربیہ پر مل گیا۔

حقیقت اور خرافات

{حضرت سلیمانؑ اور ان کی پرندوں سے بات چیت کو سمجھنے کے لئے دو سادہ سی باتیں نذرِ قارئین ہیں۔

1۔ پہلی بات یہ کہ قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے بارہ میں کہیں یہ ذکر نہیں آیا کہ انہیں حیوانات وحشرات کی زبان بھی سکھائی گئی تھی۔ ہاں ان کی زبانی یہ ضرور آیا ہے کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْر (النمل:17) یعنی ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے۔ لیکن تفاسیر قدیمہ میں ان کے واقعہ کی تفسیر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تو چیونٹیوں سے بھی باتیں کرتے تھے اور ان کی باتیں سمجھتے بھی تھے۔ چیونٹی کا شمار پرندوں میں سے تو نہیں ہوتا؟ عجیب بات یہ ہے کہ مفسرین کو حضرت سلیمانؑ سے باتیں کرنے والی چیونٹی کا نام بھی معلوم ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام ''طاخیہ'' تھا اور بعض کے نزدیک ''حرمیا'' تھا۔ مفسرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بے چاری لنگڑی تھی۔ (اس کو لنگڑا ثابت کرنے کی حکمت سمجھ میں نہیں آئی) بعض نے کہا ہے کہ وہ بھیڑیئے کے جسم کے برابر بڑی تھی۔ (اس میں بھی مفسرین کو نہ جانے بھیڑ کی بجائے بھیڑیئے کے برابر قرار دینے میں کیا حکمت دکھائی دی ہے) بعض مفسرین نے تو اس چیونٹی کے بارہ میں اس حد تک مبالغہ آرائی کی ہے کہ اس ''عالمہ فاضلہ و بزرگ'' چیونٹی کا حضرت سلیمان کے سامنے پیش کیا جانے والا عربی زبان کا ایک قصیدہ بھی تحریر کر دیا ہے۔

اگر ایک چیونٹی جس کا انسانوں والا نام ہے، جس کو انسانوں والے عوارض لاحق ہیں، جس کا جحم انسان کے جحم کے برابر ہے، جو سمجھدار اور عاقل ہے، جو اس قدر علم وثقافت سے باخبر ہے کہ شعروشاعری کا شغف بھی رکھتی ہے تو اسے انسان کہنے میں کیا حرج ہے؟ شاید اس کو جانور یا کیڑا ثابت کرنے کی بجائے انسان ثابت کرنا زیادہ آسان دکھائی دیتا ہے۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں نہ صرف ان کو پرندوں کی زبان سکھائے جانے کا معجزہ عطا ہوا بلکہ اس زمانے کے پرندوں اور حشرات کو بھی انسانوں کی زبان بولنے کا معجزہ دیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ کے واقعہ میں چیونٹی انسانوں کی طرح کلام کرتی ہے اور قصیدے پڑھتی ہے۔ نیز ہُدہُد نہ صرف یہ کہ ملکہ سبا کے پاس جا کر ان کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہے بلکہ اسے دینی عقائد کے بارہ میں بھی اچھا خاصا درک حاصل ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ فلاں سورج کی عبادت کرتا ہے او رفلاں خدا کی۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کو شیطان نے ان کے اعمال خوبصورت کرکے دکھائے ہیں۔ یہ ایک دینی غیرت رکھنے والا ہدہد ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسے سیاست سے بھی شغف ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ملکہ سبا کو ہر ضروری سازو سامان او رلوازمِ حکومت میسر ہیں۔ نیز اسے یہ بھی علم ہے کہ بادشاہوں کے شاہی تختِ حکومت کیسے ہونے چاہئیں۔

مفسرین کی اس کہانی کو پڑھنے سے تو یہ حضرت سلیمانؑ کا معجزہ نہیں بلکہ ہُدہُد کا معجزہ ثابت ہوتا ہے جسے سب کچھ پتہ ہے جو بعض انسانوں سے بھی زیادہ زیرک اور دانا ہے۔ ایسے ہُدہُد کو شاید پرندہ ثابت کی بجائے انسان کہنا آسان اور عقل کے زیادہ قریب ہے۔ (ندیم)}

استخارہ اور رؤیا

مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ مَیں تو احمدیت کے بیشتر عقائد کی قائل ہو چکی تھی لیکن بیعت کرنے سے پہلے مَیں اللہ تعالیٰ سے انشراح صدر اور راہنمائی چاہتی تھی۔ مَیں نے استخارہ کیا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ اس شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جبکہ میں اس کے بارہ میں کچھ نہیں جانتی تو میری راہنمائی فرما۔

چنانچہ استخارہ کے بعد مَیں نے دیکھا کہ مَیں اپنے گھر کے اندر ایک کھڑکی کے پاس کھڑی ہوں میرے ساتھ اُمّ عثمان نامی میری والدہ کی ایک دوست ہیں جنہوں نے شریعت اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے۔ ہم دونوں آسمان پر اڑتے ہوئے ایک جہاز کو دیکھ رہی ہیں۔ مَیں اسے کہتی ہوں کہ اے اُمّ عثمان دیکھو یہ جہاز کچھ اس طرح دائیں بائیں ہو رہا ہے جیسے ابھی گرنے والا ہو۔ وہ تمسخرانہ انداز میں کہتی ہیں کہ اے جاہل! یہ جہاز ہے، غیر ہموار زمین پر چلنے والی کوئی کار نہیں کہ الٹ جائے گی۔ مَیں اس کی بات سن کر خاموش تو ہو گئی لیکن اسی بات کی قائل رہی کہ جہاز گرنے والا ہے۔ اور وہی ہوا۔ یعنی چند سیکنڈز کے بعد جہاز گر گیا۔ مَیں نے اُمّ عثمان سے کہا: مَیں نہ کہتی تھی کہ جہاز گرنے والا ہے؟ پھر ہم نے دیکھا کہ تمام آسمان جہازوں سے بھر گیا ہے جو ہمارے علاقے میں بمباری کر رہے ہیں۔ الغرض تمام گھروں پر بمباری ہوتی ہے لیکن ہمارا گھر محفوظ رہتا ہے۔

مجھے اس رؤیا کی کوئی سمجھ نہ آئی بلکہ اس کے بعد ایک ہفتہ گزر گیا جس میں مجھے کوئی اور خواب بھی نہ آئی۔ اس کے بعد ایک دن میری والدہ کی مذکورہ بالا سہیلی اُمّ عثمان آئی جبکہ مَیں ایم ٹی اے پر ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں پروگرام دیکھ رہی تھی۔ میری والدہ صاحبہ نے باتوں باتوں میں اسے کہا کہ ایک نیا چینل کھلا ہے جس پر یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ دجّال ظاہر ہو گیا ہے اور امام مہدی بھی آ چکے ہیں۔ میری بیٹی اس چینل کو دیکھتی رہتی ہے۔ یہ سنتے ہی اُمّ عثمان نے مجھے مخاطب کرکے کہا:

اُمّ عثمان: اے لڑکی تجھے ان چکّروں میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کافروں کی جماعت ہے! اسے مت دیکھو ورنہ اپنا دین ایمان خراب کر بیٹھو گی۔

احلام: کیا آپ اس جماعت کے کسی فرد سے ملی ہیں اور ان کے عقائد واعمال کا آپ کو علم ہے جس کی بنا پر اس جماعت کو کافر کہہ رہی ہیں؟

اُمّ عثمان: نہیں، بلکہ ہمارے علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے۔ اور ہم اپنے علماء کی باتیں ماننے کے پابند ہیں۔

احلام: میرے خیال میں ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہیں۔ بہر حال مَیں اس وقت ایک اور معاملہ کے بارہ میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ کیا ہمارے علماء واقعی قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں؟

اُمّ عثمان: ہاں، ہم ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں اور قرآن کریم کی آیت کریمہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

احلام: قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جس کے بارہ میں ہمارا ایمان ہے کہ اس کا ایک ایک حرف خدا کی طرف سے ہے۔ جبکہ احادیث کی کتب میں صحیح بھی ہیں اور ضعیف بھی۔ اسی طرح دیگر کتب میں بھی ایسی روایات ہیں جو اہلِ کتاب کی زبانی نقل کی گئی ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے سب سے قابلِ اعتماد مصدر اور مرجع صرف اور صرف قرآن کریم ہی ہے۔ اور آپ کا یہ ایمان رکھنا کہ اس میں بھی ناسخ ومنسوخ ہے نہ صرف اس کتاب کی حقانیت پر تبر رکھنے بلکہ اس دین کو بھی جڑوں سے اکھاڑنے کے مترادف ہے۔ یہ بات سن کر غیر مسلم یہ کہیں گے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کی بعض آیات بعض کی تردید کرتی ہیں اور بعض بعض کے حکم کو باطل قرار دیتی ہیں۔ کیا اس کا یہ معنی نہیں بنتا کہ ہمارا خدا ایک ہی معاملہ میں بار بار اپنی رائے بدلتا رہا ہے؟! کیا یہ درست نہیں ہے کہ تم لوگوں نے اپنی ناسمجھی کو خدائے احکم الحاکمین کی طرف منسوب کرکے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے؟

اُمّ عثمان (نہایت تمسخرانہ انداز کے ساتھ): تم جانتی ہو کہ کس سے بات کر رہی ہو؟ دو لفظ پڑھ کر تم کیا سمجھتی ہو کہ تم مناظرے کرنے کے قابل ہو گئی ہو؟ تمہیں آتا ہی کیا ہے کہ علماء پر انگلی اٹھاؤ؟ ان کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟

جب مَیں نے یہ تمسخرانہ اور متکبرانہ الفاظ سنے تو مجھے اپنا رؤیا یاد آ گیا۔ اور مَیں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: مَیں نے آپ کو رؤیا میں بھی ایسے ہی انداز میں دیکھا ہے۔ پھر مَیں اسے اپنا رؤیا سنانے لگی۔ ابھی آدھا ہی سنایا تھا کہ اُمّ عثمان نے جھِلّا کر میری والدہ کی طرف دیکھا اور نہایت استہزاء سے کہا کہ تم دیکھ رہی ہو اب یہ میرے ساتھ بحث بھی کرنے لگی ہے۔

مَیں نے کہا: اے خالہ تمہاری بات درست ہے کہ مَیں جاہل ہوں کیونکہ خواب میں بھی مَیں تمہیں مطمئن نہیں کر سکی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ حق پر ہیں کیونکہ مَیں خواب میں بھی آپ کو مطمئن نہیں کر سکی تھی لیکن میرے کہنے کے مطابق خواب میں جہاز گر گیا تھا اور ہماری اس بحث میں بھی صورتحال کچھ ایسی ہی ہے۔

یہ سنتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کچھ نہ کہہ سکی۔

بیعت

اُمّ عثمان کے جھوٹے علمی دعویٰ نے میرے دل میں احمدیت کی سچائی ثابت کر دی۔ اس کے بعد مَیں نے دعا کی اے اللہ اگر یہ جماعت سچی ہے تو تُو میری احمدیوں سے ملاقات کا خود ہی بندوبست فرما دے۔ چند دن بعد ہی میرے والد صاحب تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مَیں اپنے ایک دوست سے احمدیت کے بارہ میں بات کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ وہ نہ صرف احمدیت کے بارہ میں ان تمام باتوں سے واقف ہے بلکہ وہ لبنان میں صدر جماعت احمدیہ کو بھی جانتا ہے۔ اس شخص سے میرے والد صاحب نے صدر جماعت لبنان کا فون نمبر لے لیا اور یوں ہمارا ان سے رابطہ ہو گیا اور 6 مارچ 2011ء کو ہم نے بیعت ارسال کر دی۔ الحمد للہ۔

کتب جماعت

صدر صاحب لبنان جب تشریف لائے تو ہمارے لئے کچھ جماعتی کتب بھی ساتھ لائے۔ اور جب مَیں نے ان کتب کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچی کہ مَیں جو کچھ بھی ان کے بارہ میں کہوں گی شاید وہ ان کتب کی حقیقی قدر وقیمت کے بیان کے لئے ناکافی ہوگا۔ ان میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''الہام عقل علم اور سچائی'' تو ایک بے نظیر کتاب ہے۔

خلاصہ یہ کہ احمدیت میں مجھے وہ کچھ ملا جس کی میری روح میں پیاس اور مجھے برسوں سے تلاش تھی۔ مجھے کبھی بھی ایسی جنت کے حصول کی خواہش نہ تھی جس میں کیلے اور سیب اور انگور ہوں۔ اس کے بالمقابل میرے لئے یہ جہنم سے بدتر معلوم ہوتا تھا کہ قیامت والے دن خدا تعالیٰ مجھ سے منہ موڑ لے اور مَیں خدا تعالیٰ کی ملاقات سے بے نصیب ٹھہروں۔ اس مضمون کا بھی صحیح فہم مجھے احمدیت میں آنے کے بعد عطا ہوا۔

خلیفۂ وقت کی طرف سے پہلا خط

حضور انور کی طرف سے جب میری بیعت کا خط موصول ہوا تو اس کے شروع میں مجھے بیٹی کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ اس لفظ کو پڑھتے ہی میرے اندر محبت، خوشی، جوش

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبات نکاح

ہمیشہ اس عہد کے ساتھ نئی زندگیوں کا آغاز کرنا چاہئے کہ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ کامل وفاداری اور سچ کے ساتھ تعلق نبھانے ہیں۔ اور نہ صرف آپس میں لڑکے لڑکی نے یہ تعلق نبھانے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے والدین کا، رشتہ داروں کا، عزیزوں کا بھی خیال رکھنا ہے۔

ہمیشہ ان رشتوں کی بنیاد سچائی پر رکھو۔ اگر سچائی پر بنیاد ہوگی تو ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہوگا اور جب اعتماد قائم ہوگا تو پھر ان تعلقات میں خوبصورتی اور بہتری پیدا ہوگی اور نئی نسلیں بھی دین پر قائم رہنے والی، سچائی پر قائم رہنے والی اور پیار و محبت کو پھیلانے والی ہوں گی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اعلانات نکاح اور خطبۂ نکاح میں اہم نصائح

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ۔ دفتر پی ایس لندن)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 نومبر 2011ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ ثناء وسیم بنت مکرم ڈاکٹر وسیم احمد خان صاحب یو کے کا ہے جو عزیزم ڈاکٹر طاہر علی مرزا ابن مکرم مرزا عبدالوہاب صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر اور دوسرا نکاح عزیزہ عطیۃ الرحمٰن بٹ بنت مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب کنگسٹن یو کے کا عزیزم لقمان احمد اختر ابن مکرم ادریس احمد اختر صاحب کے ساتھ سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ لقمان اختر جرمنی میں رہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ نکاح، شادی خوشی کی ایک تقریب ہے لیکن اس موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں پڑھی جانے والی آیات کا انتخاب کر کے توجہ دلائی کہ نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ ہمیشہ اس عہد کے ساتھ نئی زندگیوں کا آغاز کرنا چاہئے کہ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ کامل وفاداری اور سچ کے ساتھ تعلق نبھانے ہیں۔ اور نہ صرف آپس میں لڑکے لڑکی نے یہ تعلق نبھانے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے والدین کا، رشتہ داروں کا، عزیزوں کا بھی خیال رکھنا ہے۔ اگر انسان یہ چیز سوچے، لڑکا، لڑکی سوچیں، ان کے خاندان سوچیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے پیار اور محبت سے رشتے قائم ہوتے ہیں اور دیرپا ہوتے ہیں اور ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ اور آئندہ بھی وہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو نیکیوں پر قائم ہونے والی ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی ہوں۔ اللہ کرے کہ ہماری یہ نسلیں جو آئندہ آنے والی ہیں ان روایات کو قائم رکھنے والی ہوں۔ ان تعلیمات کو قائم رکھنے والی ہوں جو اسلام کی تعلیمات ہیں۔ جس کی تجدید، جس کا اعادہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

ان نصائح کے بعد حضور انور نے فرمایا: یہ دونوں خاندان پرانے احمدی خاندان ہیں۔ جب ان کے خاندانوں میں جماعت کا پیغام آیا تو انہوں نے بڑی وفا کے ساتھ اس پیغام کو سن کر، قبول کر کے اس پر عمل کیا اور اپنے خاندانوں میں اور اپنے گھروں میں احمدیت کو قائم رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ نسلوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔ اب دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتے بابرکت فرمائے۔ آمین

نکاح کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 نومبر 2011ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ ساویہ عروشہ بنت مکرم شبیر احمد شاہ صاحب کا ہے جو عزیزم مرزا عدنان احمد ابن مکرم مرزا لقمان احمد صاحب کے ساتھ پچیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ نکاح، شادی ایسے مواقع ہیں جن کے نتیجہ میں آئندہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں، اولادیں پیدا ہوتی ہیں اور خاندانوں کی نسلیں چلتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس موقعہ پر ہمیشہ تقویٰ سے کام لو۔ ایک دوسرے کے رشتوں کا خیال رکھو۔ رشتہ داروں کا خیال رکھو تا کہ یہ نئے قائم ہونے والے تمہارے رشتے ہمیشہ قائم رہیں۔ دوسرے ہمیشہ ان رشتوں کی بنیاد سچائی پر رکھو۔ اگر سچائی پر بنیاد ہوگی تو ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہوگا اور جب اعتماد قائم ہوگا تو پھر ان تعلقات میں خوبصورتی اور بہتری پیدا ہوگی اور نئی نسلیں بھی دین پر قائم رہنے والی، سچائی پر قائم رہنے والی اور پیار و محبت کو پھیلانے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کی یہ باتیں تمہیں اس لئے ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ آخر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس لئے صرف اس دنیا پر نظر نہ رکھو۔ یہ دنیا تو چند سال کی ہے۔ اس کے بعد کی جو اخروی زندگی ہے وہ اصل زندگی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور پھر تمہیں جزاء سزا ہونی ہے۔ اس دنیا کے کئے ہوئے اعمال کی، نیکیوں کی اللہ تعالیٰ جزاء دیتا ہے اور برائیاں کرنے والوں سے کس طرح کا کیا سلوک کرنا ہے وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کل آنے والی ہے اس پہ ہمیشہ نظر رکھو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع کے لئے جو یہ آیات چنی ہیں ان پر نظر رکھیں تو ہمیشہ رشتے خوبی سے نبھتے رہیں اور قائم رہنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کرے کہ آج یہ جو رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ ان سب باتوں کو مدنظر رکھنے والا ہو۔ تقویٰ پہ چلنے والا ہو۔ یہ رشتہ جو قائم ہو رہا ہے یہ عزیزہ ساویہ عروشہ بنت مکرم شبیر احمد شاہ صاحب کا ہے۔ اس خاندان کا تعلق حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے ساتھ بھی ہے اور دوسری طرف اس خاندان سے ہے جو بڑے دُور دراز علاقہ آذربائیجان سے ہجرت کر کے قادیان آئے۔ بچی کی دادی، ان کے ایک بھائی ڈاکٹر سید جنود اللہ شاہ صاحب، ان کی والدہ اور بھائی یہ لوگ ہجرت کر کے آئے اور حقیقت میں یہ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پورا فرمایا کہ جب تم مسیح موعود کا پیغام سنو تو خواہ برف کی سلوں پہ چل کے آنا پڑے تو آنا۔ ان لوگوں نے بھی کچھ سفر پیدل کیا، کچھ خچروں پر کیا، گلیشئر زمیں سے گزرتے ہوئے آئے۔ ہمالیہ بھی ان کے رستہ میں پڑا اور وہاں سے گزرتے ہوئے بعض مواقع ایسے بھی آئے کہ جب لگتا تھا اب زندگی کا خاتمہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قادیان پہنچانا تھا تو انہوں نے مشکلوں سے مہینوں کا یہ بڑا کٹھن سفر بیماری کی حالت میں، لاچاری کی حالت میں جاری رکھا اور اللہ کے فضل سے قادیان پہنچے اور وہاں پہنچ کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔ اس لحاظ سے بچی کی دادی کا خاندان وہ خاندان ہے جنہوں نے بڑی قربانی دے کر احمدیت قبول کی۔ اسی طرح ان کے دادا حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کے نواسے تھے اور سید عبدالستار شاہ صاحب کا خاندان وہ خاندان ہے کہ ان کے بارہ میں، ان کی اہلیہ کے بارہ میں اور ان کے بچوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ یہ بہشتی ٹبر ہے۔ پھر اس بچی کے دادا جو باہر کام کرتے تھے اور ان کی دنیاوی ملازمت تھی اور اچھی ملازمت تھی وہ اس کو چھوڑ کر وقف کر کے آئے اور بڑی قربانی سے، بڑی وفا سے انہوں نے اپنے وقف کو نبھایا اور جو بھی گزارہ الاؤنس تھا اس میں جس طرح بھی ہوا بڑی عاجزی اور قناعت سے زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فضل فرمایا اور اس لحاظ سے ان کے بچوں کو آگے بہت کچھ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہر لحاظ سے مزید فضل فرماتا چلا جائے۔ ان کی نسل میں سے اب ایک جامعہ کا بھی طالبعلم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی صحیح مبلغ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: عزیزم مرزا عدنان احمد، مرزا لقمان احمد کے بیٹے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے ہیں۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی خاندان سے منسلک ہونا کوئی بڑائی نہیں ہے۔ اصل بڑائی وہی ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی کہ تقویٰ کو سامنے رکھو۔ نیکیوں پر قائم رہو۔ سچائی پر قائم رہو۔ دین کو مقدم رکھو تو سب کچھ تمہیں مل جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کے لئے یہی دعا کی تھی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ اور جب یہ ہوگا تو سب کچھ مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اگر فضل فرمائے اور فضل فرمانا چاہے اور نوازنا چاہے، اور جب نوازے تو کوئی دنیاوی روک اس کے آگے روک نہیں بن سکتی۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو پھر جتنی مرضی دنیاوی کوششیں ہوں کسی قسم کی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان خاندانوں کے لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جن کے آباء واجداد نے جماعت کی خاطر قربانیاں دیں اور نیکیوں پر قائم ہوئے اور تقویٰ پر قائم ہوئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا عبدالستار شاہ صاحب نے گویا زمانہ کے امام مسیح موعود و مہدی معہود سے ایک سند حاصل کی اور زندگی میں ہی وہ سند حاصل کر لی کہ یہ لوگ جنت میں جانے والے ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نوازنا چاہے تو پھر کوئی دنیاوی روک جو ہے اس میں روک نہیں بن سکتی۔ پس ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خدا ہمیشہ یاد رہے، دین ہمیشہ یاد رہے، پھر دنیا ہمیشہ خود آ کے قدموں میں گرتی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ دونوں خاندان، دونوں لڑکا اور لڑکی جن خاندانوں سے ہیں، اپنی خاندانی روایات کو قائم کرنے والے ہوں اور اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور جو توقعات آپ نے اپنی اولاد سے وابستہ رکھیں۔ اور ان توقعات پر پورا اترنے والے ہوں جو احمدیت قبول کرنے والے ان خاندانوں نے احمدیت کی خاطر قربانیاں کر کے دیں۔ اور آئندہ نسلوں میں بھی اللہ تعالیٰ یہ نیکیاں جاری رکھے۔

مذکورہ نصائح اور دونوں خاندانوں کا تعارف کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب ان چند الفاظ کے ساتھ مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اعلان نکاح کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر دعا کروانے سے پہلے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت فرمائے۔ دعا کر لیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

اور ایمان کے فوّارے پھوٹ پڑے۔ اس خط میں حضور انور کی دعائیں پڑھ کر عجیب روحانی کیفیات پیدا ہوتی گئیں۔

بیعت کے بعد کے رؤیا

بیعت کے بعد متعدد رؤیائے صالحہ سے اللہ تعالیٰ نے انشراح صدر او رثباتِ قدم او راستقامتِ ایمان کا سامان فرما دیا۔ مجھے خوابوں کے ذریعہ میری والدہ، بہن اور بھائیوں کی بھی بیعت کی خبر دی گئی۔ ان میں سے ابھی تک والدہ صاحبہ اور بہن نے تو بیعت کر لی ہے جبکہ بھائیوں کے بارہ میں اس خوشخبری کے لئے دعا گو ہوں۔

بیعت کے بعد ایک رؤیا میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں فون کیا ہے اور فون پر اردو زبان میں ہم سے بات چیت فرما رہے ہیں۔

کاش کہ یہ خواہش بھی جلد پوری ہو جائے اور فون کی بجائے بالمشافہ حضور انور سے ملاقات اور بات کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ اللّٰھم آمین۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی روایات کے حوالہ سے ان کی بعض رؤیا کا ذکر جن کا خصوصیت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے تعلق ہے اور جن میں پیشگوئی مصلح موعود کی صداقت اور آپ کی خلافت سے متعلق پہلے سے خبریں دی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ ان کی نسلوں کو بھی ان کی دعاؤں کا وارث بنائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت کے تمام افراد کو بھی ہر قسم کے شر اور فتنہ سے بچائے اور خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

مکرم سردار محمد بھروانہ صاحب آف جھنگ (پاکستان) کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15رفروری 2013ء بمطابق 15رتبلیغ 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اور روایات کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، اُس کے مَیں نے مختلف عنوان بنائے تھے، جو بیان ہوتے رہے۔ آج کا خطبہ اس سلسلہ کا آخری خطبہ ہوگا۔ ویسے مَیں نے متعلقہ لوگوں کو کہا ہے کہ رجسٹر دوبارہ چیک کر لیں۔ اگر کچھ روایات رہ گئی ہوئیں تو پھر کسی وقت بیان ہو جائیں گی۔

یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ یہ خطبات فروری کے مہینہ میں ختم ہو رہے ہیں اور جن روایات پر ختم ہو رہے ہیں اُن کا تعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ ایک دو روایات مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کر دی تھیں اور آج تقریباً ساری ہی وہ روایات ہیں یا رؤیا ہیں، جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہیں۔ پانچ دن کے بعد یوم مصلح موعود بھی منایا جائے گا۔ 20رفروری کو جماعت میں منایا جاتا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ مصلح موعود کی پیدائش تھی بلکہ اس لئے کہ 20رفروری کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصلح موعود کی جو پیشگوئی فرمائی تھی، یہ اُس کا دن ہے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دلیل ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش تو 20رفروری کی نہیں تھی۔

بہر حال یہ جو روایات مَیں بیان کرنے لگا ہوں ان میں حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے بارے میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تسلیاں دلوائیں۔ جو لوگ پہلے غیر مبائعین میں شامل ہوئے تھے اُن کی پھر اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور وہ دوبارہ بیعت میں آ گئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنا زمانہ گزارا ہے تو وہ بڑی سختیوں اور پریشانی کا دَور تھا۔ شروع میں انتخابِ خلافت کے وقت جو فتنہ اُٹھا، اس میں جو بڑے بڑے علماء کہلاتے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے قریبی بھی تھے وہ جماعت سے علیحدہ ہو گئے، خزانہ لے کے چلے گئے اور پھر مختلف وقتوں میں اندرونی اور بیرونی فتنے بھی اُٹھتے رہے۔ لیکن ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے شاملِ حال رہی۔ یہ اولوالعزم ہر فتنہ اور ہر سختی کا بڑا مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ آخر وہی جماعت ترقی کرتی رہی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید تھی اور جو خلافت کے ساتھ وابستہ تھے۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح ترقی کر رہی ہے۔

آج کی جو روایات ہیں، اب مَیں بیان کرتا ہوں۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں۔ انہوں نے 1894ء میں بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ ''مَیں نے رؤیا میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں دیکھا تھا جو حضرت محمود کی خلافت کے متعلق تھا۔ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ کو چوٹ لگی اور آپ کو ماشرہ کی تکلیف ہوئی۔ (یہ بیماری ہے خون کے دباؤ میں یا جسم میں کسی وجہ سے سوجن وغیرہ ہو جاتی ہے اور پیٹ کی بھی خرابی ہوتی ہے) بہر حال کہتے ہیں آپ کو ماشرہ کی تکلیف ہوئی تو مَیں نے حضرت محمودؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ اقرار کیا تھا کہ مَیں آپ کا پہلا غلام ہوں۔ تو مجھے آپ نے فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آیا۔ تو جناب شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے بتلایا کہ ان کو بذریعہ رؤیا اور الہام کے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم نے محمود کو خلیفہ بنا دیا ہے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 76-75 از روایات حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ۔ پچھلی روایتوں میں بھی ان کی روایتیں، امیر خان صاحب کے نام سے پڑھتا رہا ہوں۔ ان کے کسی عزیز نے مجھے لکھا کہ ان کا نام امیر محمد خان تھا۔ تو بہر حال روایت میں لکھنے والے نے تو شروع میں امیر خان ہی لکھا ہے لیکن آگے روایتوں میں ان کے ایک خط کا ذکر آتا ہے اُس سے پتہ لگتا ہے کہ اصل نام ان کا امیر محمد خان ہی ہے۔ بہر حال انہوں نے 1903ء میں بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ 23رنومبر 1913ء کو مَیں نے خواب کے اندر ایک سرس کا درخت دیکھا جس کے ساتھ کچھ بڑی بڑی خشک پھلیاں لٹک رہی تھیں جس کی کھڑکھڑاہٹ سے اس قدر شور پڑ رہا تھا کہ کسی کو آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی جس سے وہ تمام سوکھی ہوئی پھلیاں جھڑ گئیں۔ اس پر حضرت اولوالعزم نے فرمایا (یعنی حضرت مصلح موعود نے خواب میں ہی فرمایا) کہ شیطان کا گھر اُجڑ گیا، برباد ہو گیا۔ اب زمین سے سبزہ اُگے گا اور غلبہ پیدا ہوگا اور میوے لگیں گے۔ اس پر بعض اشخاص نے ان خشک پھلیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ نے ان کو شیطان کا گھر کیوں کہا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت اولوالعزم نے فرمایا کہ انہیں مَیں نے شیطان کا گھر نہیں کہا، انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شیطان کا گھر ہی کہا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے حکیم محمد عمر صاحب کو بڑی بلند آواز کے ساتھ (یہ خواب کا ذکر کر رہے ہیں، خواب میں ہی) حضرت صاحب کی پیشگوئیاں لوگوں کو سناتے دیکھا جو کہ پوری ہو چکی تھیں اور جن کو آئندہ کی پیشگوئی کی صداقت میں بطور دلیل کے پیش کر رہے تھے۔ جن کے سننے سے سامعین کے دلوں میں ایک سکینت اور سرور پیدا ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں سو الحمد للہ! یہ خواب تقررِ خلافتِ ثانیہ کے وقت ہو بہو پورا ہوا اور مولوی محمد علی صاحب مع اپنے رفقاء کے، جنہوں نے خلافت کے خلاف شور برپا کر رکھا تھا، جماعت سے الگ ہو گئے بلکہ قادیان سے بھی نکل گئے۔ جن کے نکلنے کے بعد احمدیت خلافتِ ثانیہ کے ذریعہ چار دانگِ عالم میں پھیل گئی''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 148-147 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ ہی بیان فرماتے ہیں کہ ''24رفروری 1912ء بدھ وار کی رات خواب کے اندر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ (یہ جس خواب کا ذکر کر رہے ہیں، یہ حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی کی خواب ہے) کہ جب مبارک موعود آئے گا تو تخت نشین کیا جائے گا۔ اس سے مراد ہم تو جارج پنجم کی تخت نشینی لیتے تھے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مبارک موعود سے مراد صاحبزادہ میاں محمود احمد ہیں اور تخت نشینی سے مراد آپ کی خلافت ہے۔ پھر خیال ہوا کہ آپ کی خلافت کے وقت تو دنیا میں کوئی زبردست زمینی یا آسمانی نشان ظاہر ہونا چاہئے تھے۔ تب تفہیم ہوئی کہ نشان بھی پورا ہو جائے گا۔ صاحبزادہ صاحب کی خلافت کے ذکر سے

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ بشاش ہو رہا تھا اور مَیں بھی خوش ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مَیں تو مبارک موعود کا ظہور کسی دُور کے زمانے میں سمجھتا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہ خوش وقت بھی میری زندگی میں ہی مجھے نصیب ہوا۔ پھر خواب کے اندر خیال پیدا ہوا کہ خلیفہ تو حضرت مولوی صاحب ہیں، میاں صاحب کس طرح خلیفہ ہو گئے۔ تب تفہیم ہوئی کہ خلیفہ اوّل نے تو بہت بوڑھے ہونا نہیں کیونکہ خدا کے پیارے ارزل عمر کو نہیں پہنچتے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 143-142 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

بعض لوگ موعود کا سوال اُٹھا دیتے ہیں تو ان کو اُس زمانے میں بھی خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔

حضرت خیر دین صاحبؓ جن کی بیعت 1906ء کی ہے، فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ گیارہ کرم لمبا ہو گیا ہے۔ (کرم ایک پیمانہ ہے جو دیہاتوں میں زمینوں کی پیمائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ساڑھے پانچ فٹ کا۔ یعنی پچپن ساٹھ فٹ لمبا ہو گیا) اس میں بتایا ہے کہ خدا نے ان کو غیر معمولی طاقت عطا فرمائی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اسی حالت میں دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک مغرب کی طرف ہے اور ایک چھوٹی سی دیوار پر رونق افروز ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس واسطے روتا ہوں کہ لوگ مجھے معبود نہ بنا لیں''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 161 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ ''کچھ دن ہوئے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو چھٹیاں دے رہے ہیں۔ وہ چھٹیاں اُن آدمیوں کی ہیں جن کے مقام آسمان میں ہیں۔ ان کے درجہ کے مطابق ہر ایک کو چھٹی دیتے ہیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں بھی حضور سے پوچھتا ہوں کہ آیا میرے لئے آسمان میں کوئی مقام ہے۔ چنانچہ مَیں نے پوچھا کہ حضور! میرے لئے بھی آسمان پر مقام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے لئے بھی آسمان میں جگہ ہے۔ ان سب باتوں سے مَیں نے یہی سمجھا ہے کہ جو کچھ خاکسار کو نظر آ چکا ہے یا نظر آ رہا ہے، یہ سب کچھ نورِ نبوّت کی شعاعوں سے ہے''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 161 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں فرماتے ہیں۔ دسمبر 1891ء کی ان کی بیعت ہے کہ ''مجھے 1931ء میں کشفی حالت میں ایک بچہ دکھایا گیا جس سے سب لوگ بہت پیار کرتے تھے۔ مَیں نے بھی اُسے گود میں اُٹھا لیا اور پیار کیا۔ اگرچہ وہ چھوٹا سا بچہ ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ اس کی عمر تینتالیس سال کی ہے۔ مجھے القاء ہوا کہ اس کشف میں جو بچہ دکھایا گیا ہے وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ہیں۔ 1931ء میں آپ کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔ اور یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی اشعار میں درج ہے کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

اس میں لفظ ''ایک'' میں بھی اشارہ 1931ء کی طرف ہے کیونکہ بحساب ابجد ''ایک'' کے عدد 31 ہیں۔ یعنی الف، ی، ک۔ ایک جو ہے اُس کے عدد جو ہیں وہ ابجد کے حساب سے 31 بنتے ہیں اور روحانی ترقی کا کمال بھی چالیس سال کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس کشف میں بچہ 43 کا دکھایا گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 85-84 از روایات حضرت خلیفہ نور الدینؓ صاحب سکنہ جموں)

حضرت رحم دین صاحبؓ ولد جمال دین صاحب فرماتے ہیں، ان کی بیعت 1902ء کی ہے کہ ''خلافتِ ثانیہ کے وقت مَیں نے رؤیا دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کرسی پر بیٹھے ہیں اور میاں صاحب حضرت خلیفہ ثانی پاس کھڑے ہیں۔ تب میرے دیکھتے دیکھتے مولوی محمد علی صاحب کا چہرہ اور جسم چھوٹا ہونا شروع ہوا اور بالکل چھوٹا ہو گیا جیسے بچہ کا جسم ہوتا ہے اور حضرت میاں صاحب کا جسم بڑھتے بڑھتے بہت لمبا (یعنی آپ کے قد سے بھی زیادہ قد وغیرہ ہو گیا) اور بڑے رعب وجلال والا ہو گیا۔ تب مَیں بہت متعجب ہوا اور جس وقت صبح ہوئی تو تمام شکوک وشبہات دل سے نکل گئے اور میں نے آپ کی بیعت کر لی۔ (پہلے ان کے دل میں کچھ شکوک تھے۔) الحمد للہ علیٰ ذالک''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 34 از روایات حضرت رحم الدین صاحبؓ)

پھر حضرت امیر محمد خان صاحبؓ کی ہی روایت ہے۔ کہتے ہیں ''جن دنوں قبل از خلافت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی حج کو تشریف لے گئے تھے، اُن ایام میں مَیں نے خواب کے اندر مسلمانوں کو کفار کے ہاتھ گھرے ہوئے دیکھا۔ (یعنی کفار نے مسلمانوں کو گھیرا ہوا ہے) جب کوئی صورت چارۂ کار نہ رہی تو ہم میں سے ایک شخص آسمان کی طرف اُڑا اور وہ آسمان سے قوی ہیکل مخلوق کو ساتھ لایا جس نے آتے ہی کفار کو بھگا دیا۔ چنانچہ مَیں نے یہ خواب حضرت اولوالعزم کی خدمتِ بابرکت میں آپ کے حج کے سفر میں مکہ مدینہ میں تحریر کیا اور عرض کیا کہ حضور کا یہ سفر خدا کی رضا اور اُس کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہو۔ اور خواب میں مَیں نے جو کسی کو آسمان پر جاتے دیکھا اس سے مراد آپ کا سفرِ حج ہو۔ اور قوی ہیکل مخلوق کے نزول سے آپ کی دعاؤں کے ذریعہ فرشتوں کا نزول ہو جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کفّار کو نیست و نابود کرے۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ حضور نے حج سے واپسی پر مسجد نور میں تقریر فرماتے ہوئے میرے اس خط کا ذکر بھی فرمایا تھا''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 141 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

پھر حضرت امیر محمد خان صاحبؓ ہی فرماتے ہیں کہ ''20/جنوری 1913ء کو مَیں نے نمازِ عشاء میں دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کی زیارت خواب کے اندر نصیب فرما۔ جب مَیں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان میں بہت سے بزرگانِ دین جمع ہیں اور سب کے سب دعا میں مشغول ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی ہیں اور آپ کے اور میرے آگے چمبیلی کے پھول ہیں جن کی ہم خوشبو لے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے فرمایا کہ پھولوں کو سونگھتے وقت ناک سے نہیں لگانا چاہئے بلکہ ذرا ناک سے فاصلے پر رکھنے چاہئیں تا کہ پھولوں کی خوشبو نفاست سے آئے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 144-143 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

حضرت امیر محمد خان صاحب ہی کہتے ہیں کہ ''دسمبر 1913ء کی رات مَیں نے خواب میں حضرت میاں صاحب اولوالعزم کے ہمراہ ایسے گھروں کا نظارہ دیکھا جن کے نیچے سمندر گھس آیا ہے اور وہ بے خبری میں تباہی کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ جن کی تعبیر منکرینِ خلافت کے انکارِ خلافت سے پوری ہوئی''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 149 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

پھر کہتے ہیں کہ ''13، 14 فروری 1930ء کی درمیانی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک زینہ پر چڑھ رہا ہوں اور میرے پیچھے حضرت اُمّ المومنینؓ صاحبہ بھی چڑھ رہی ہیں۔ جب مَیں نے حضور کی طرف دیکھا تو مَیں بوجہ آپ کے ادب کے گھبرا گیا۔ (یعنی حضرت امّ المومنینؓ کی طرف دیکھا تو گھبرا گیا۔) مگر حضرت امّ المومنینؓ صاحبہ نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ ڈرو مت۔ تم بھی ہمارے بچے ہی ہو۔ پھر مَیں ایک زینہ سے ہو کر ایک اور مکان کے اندر چلا گیا اور وہ مکان بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی مکان ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مجھے ملازمت ملتی ہے مگر تنخواہ میری سب انسپکٹری کی تنخواہ سے بہت کم ہے جسے مَیں نے مشورہ کے بعد قبول کر لیا۔ پَر مجھے ایک شخص پوچھتا ہے کہ تم نے پہلی ملازمت کس لئے چھوڑ دی۔ مَیں نے کہا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ پھر ایک اور شخص یا وہی شخص مجھے پوچھتا ہے کہ تم دیر سے کیوں آئے؟ مَیں نے کہا کہ میرے جو مہمان آئے ہوئے تھے وہ بیمار تھے اُن کی تیمارداری کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ جس پر حضرت ام المومنینؓ صاحبہ نے فرمایا کہ تیمارداری کی وجہ سے دیر ہو ہی جایا کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مکان میں گھس آئے ہیں اور وہ شورش کرنا چاہتے ہیں۔ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ مَیں نے تلوار سے سب کو بھگا دیا۔ پھر جب مَیں واپس اندر آیا تو دیکھا کہ ایک شخص پھر تلوار لئے اندر گھس آیا ہے۔ مَیں نے اپنی تلوار سے اُس کی تلوار کاٹ دی اور وہ عاجز سا ہو گیا۔ اتنے میں اور چند آدمی حضرت خلیفہ ثانی کو گھیرے میں لئے جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے آواز دی۔ مَیں نے اس ہجوم کو بھی منتشر کیا اور ایک اور شخص کو جو کہ فتنہ کا بانی مبانی تھا، اُسے تلوار سے قتل کرنا چاہا مگر وہ میری طرف منہ کر کے پیچھے کی طرف ہٹتا گیا اور مَیں بھی اُسے آگے رکھ کر اُس کی طرف بڑھتا گیا یہاں تک کہ مَیں نے اُس کو گھیر کر قتل کر دیا اور پھر جب مَیں اندر واپس آیا تو حضرت اُمّ المومنین صاحبہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے دودھ پلایا۔ ایک شخص مجھے دودھ پیتے دیکھ کر کہنے لگا کہ تم دودھ کیوں پیتے ہو؟ مَیں نے کہا کیا دودھ برا ہے۔ دودھ پینا تو بہت اچھا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور مَیں نے یہ خواب بذریعہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا۔ حضور نے 05/03/30 کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ذریعہ جواب تحریر فرمایا کہ خواب اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی سلسلہ کی خدمت لے لے گا۔ اس کے بعد اپریل/30ء کو پھر مَیں نے حضور کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ بحضور سیدنا و امامنا حضرت امیر المؤمنین۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
***Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921**

السلام علیکم۔(یہ شعر لکھا ہے اُس پہ کہ)

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیرِ آں گنج کرم بنہادہ است

مستریوں کی فتنہ انگیزی اور پولیس کی ناجائز کارروائی سن کر دل قابو سے نکلا جا رہا ہے۔تھوڑا ہی عرصہ ہوا تو مَیں نے خواب میں شریروں کا ایک گروہ حضور کے گرد جمع دیکھا جسے مَیں نے بذریعہ تلوار کے منتشر کیا اور ان کے سرغنہ کو قتل کیا۔ یہ خواب مَیں نے حضور کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔جس پر حضور نے رقم فرمایا تھا کہ ’’خدا تعالیٰ تم سے کوئی خدمتِ دین لے لے گا‘‘۔سومَیں اس خدمت کی ادائیگی کے لئے نہایت بے تابی سے چشم براہ ہوں لیکن مَیں نہیں جانتا کہ یہ کس طرح ادا ہوگی۔سوائے دعا اور خدا کی استمداد کے اَور کوئی ذریعہ نہیں پاتا۔حضور سے التجا ہے کہ میرے لئے دعا فرمائی جائے کہ خدا میری کمزوریوں سے درگزر فرما کر میری دعاؤں کو قبول فرمائے اور مجھے خدمتِ دین کے حصول کا عملی موقع عطا کرے۔والسلام امیر محمد خان،سب انسپکٹر اشتمال اراضیات،ضلع جالندھر۔کہتے ہیں کہ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ سات سال کے بعد میری یہ خواب حرف بحرف پوری ہوئی یعنی 1924ء میں مَیں نے ایک اعلیٰ افسر کے ایماء پر ملازمت سے استعفیٰ دیا جو بعد میں اُس کی دھوکہ دہی ثابت ہوئی کیونکہ اُس نے بعض وجوہات کی بناء پر مجھے کہا تھا کہ مَیں بھی ملازمت چھوڑ رہا ہوں،تم بھی چھوڑ دو۔لیکن پتہ لگا کہ اُس نے خود اب تک ملازمت نہیں چھوڑی اور اشتمال اراضیات میں مجھے 90 روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور اب قادیان میں صرف 20 روپے لے رہا ہوں`جیسا کہ خواب میں بتلایا گیا تھا`اور ملازمت بھی انجمن کی نہیں بلکہ تحریکِ جدید کی ہے جو خاص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک ہے اور 1934ء سے ملازمت سے برطرف ہو کر آخر 1936ء تک بوجہ خانگی کاروبار گھر پر رہا اور اب یہاں آ کر خوارج کے فتنہ کو بچشمِ خود دیکھا اور دعاؤں کی توفیق پائی اور فخر الدین صاحب بانی سرغنہ کے قتل کا واقعہ بھی بچشمِ خود دیکھا۔

عطا کیں تُو نے میری سب مرادات
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 6 صفحہ 156-152 از روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

حکیم عطا محمد صاحبؓ جن کی بیعت 1901ء کی ہے،فرماتے ہیں کہ ’’حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کے غالباً ایک ماہ بعد حکیم احمد دین صاحب شاہدرہ سے لاہور میرے مکان پر آئے اور فرمانے لگے کہ چلو آج محمد علی صاحب سے مسئلہ نبوت پر کچھ گفتگو کرنی ہے۔مَیں بھی اُن کے ساتھ ہو گیا۔وہاں مسجد میں دوستانہ طور پر حکیم احمد دین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے گفتگو شروع کر دی۔کوئی پندرہ بیس منٹ تک سلسلہ جاری رہا۔اس بات پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے کہ نہیں تھے۔کہتے ہیں بعد میں ہم سب اپنے اپنے گھر آ گئے۔رات کو مَیں نے دعا کی کہ الٰہی!مولوی محمد علی نے جو بیان کیا ہے وہ کچھ سچ معلوم ہوتا ہے۔(یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارے میں کچھ شبہ ڈال دیا)میرے دل کو تُو خود ہی سنبھال۔مَیں نے رات کو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیزی سے گھبرائے ہوئے آئے ہیں اور فرمایا کہ وہ دیکھو۔مَیں نے دیکھا کہ ایک کبوتر باز نہایت غصّہ سے بھرا ہوا اُس کبوتر کی طرف دیکھ رہا ہے جو کہ دوسرے کبوتر باز کی چھتری پر جا بیٹھا ہے۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھو!کبوتر باز کو جو کہ دوسرے کی چھتری پر جا بیٹھے،نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں۔اس لئے تم بھی کبھی پیغام بلڈنگ میں نہ جایا کرو۔مَیں نے عرض کیا کہ حضرت!مَیں کبھی نہیں جاؤں گا۔پھر میری نیند کھل گئی اور اللہ کے فضل کا شکریہ ادا کیا‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 179 از روایات حضرت حکیم عطا محمد صاحبؓ)

ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ جنہوں نے 1907ء میں بیعت کی فرماتے ہیں کہ ’’زمانہ گزرتا گیا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی۔نیروبی کے تمام احمدیوں نے اُس وقت حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی مگر مَیں اور محمد حسین صاحب بٹ مرحوم اور خواجہ قمر الدین صاحب مرحوم محروم رہے۔اور ہم نے بیعت نہ کی۔بعد ازاں مجھے ہندوستان جانے کا موقع ملا تو مَیں ملازمت سے الگ ہو گیا تھا۔لڑائی شروع ہو گئی اور مَیں ہندوستان میں رہا اور پھر وہیں ہندوستان میں مجھے میڈیکل کالج لاہور میں ہیڈ لیبارٹری اسسٹنٹ کی ملازمت مل گئی۔اُن دنوں مَیں پیغام بلڈنگ بہت جایا کرتا تھا اور طبیعت کا رجحان اور خیالات اہلِ پیغام کے ساتھ ہی تھے۔وہاں نماز پڑھا کرتا اور درس بھی وہیں سنا کرتا اور وقتاً فوقتاً اختلافی مسائل پر تبادلہ خیالات بھی ہوتا رہتا تھا۔جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم سے مَیں نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ اس اختلاف میں کون حق بجانب ہے۔اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کہا کہ سمجھدار لوگ تو سب ہمارے ساتھ ہیں۔(جتنے بڑے بڑے سمجھدار ہیں وہ تو ہمارے ساتھ آ گئے ہیں۔)اُنہی دنوں مَیں حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کی دوکان پر بھی جایا کرتا تھا۔وہاں منشی محبوب عالم صاحبؓ جو آجکل راجپوت سائیکل ورکس کے پروپرائٹر ہیں اُن سے بھی ملا کرتا تھا اور اختلافی مسائل پر گرما گرم گفتگو ہوا کرتی تھی۔منشی صاحب کچھ سخت الفاظ بھی استعمال کیا کرتے تھے مگر مَیں سمجھتا تھا کہ منشی صاحب سخت کلامی کرتے ہیں۔(یعنی عادت ہے،عادتاً کرتے ہیں)چنانچہ منشی صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ تم پیغام بلڈنگ میں کیا کرنے جاتے ہو؟مَیں نے کہا کہ قرآنِ مجید کا درس دینے جاتا ہوں۔(میرا خیال ہے ’سننے جاتا ہوں‘،ہونا چاہئے)کہنے لگے روزانہ وہاں جاتے ہو آج ہمارے ساتھ بھی قرآنِ مجید سننے کے لئے چلو۔اُن دنوں نماز میاں چراغ الدینؓ صاحب مرحوم کے مکان پر ہوا کرتی تھی اور درس بھی وہیں ہوتا تھا جو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ دیا کرتے تھے۔جب مَیں پہلی دفعہ گیا تو پارہ ’’سَیَقُوْلُ‘‘ کے پہلے ہی رکوع کا درس تھا۔(دوسرے پارے کا۔)مولانا راجیکیؓ صاحب ایک روانی کے ساتھ مستحکم اور مدلل طور پر قرآنِ مجید کی تفسیر کر رہے تھے جو مَیں نے اس سے پیشتر کبھی نہ سنی تھی۔اُس وقت مولوی صاحب کی شکل کو جب مَیں نے دیکھا تو میرا خیال تھا کہ یہ شخص تو کوئی جاٹ معلوم ہوتا ہے۔اس نے کیا درس دینا ہے؟مگر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ مولوی صاحب سے نکات و معارف کا دریا رواں ہے۔چنانچہ مَیں نے منشی محبوب عالمؓ صاحب کے پاس بھی مولوی صاحب کی تعریف کی۔اس پر انہوں نے کہا کہ تمہارے مولوی محمد علی صاحب نے بھی ان سے قرآن کا علم حاصل کیا ہے۔اُن دنوں میں کچھ تذبذب کی حالت میں تھا کہ مَیں نے ایک رؤیا دیکھی کہ ایک مسجد ایسی ہے جیسی کہ بٹالہ کی جامع مسجد اور اس مسجد کے عین وسط میں بیٹھے ہوئے مجھے خیال آ رہا ہے کہ پانی کہیں سے لے کر وضو کر کے نماز پڑھیں۔ادھر ادھر دیکھ کر مَیں نے خیال کیا کہ پانی وہاں نہیں ہے۔(مسجد میں بیٹھے ہوئے یہ سوچا کہ اس مسجد میں پانی نہیں ہے۔)اس لئے مَیں بالمقابل پانی کی تلاش میں گیا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسجد ہے جیسا کہ وہ پیغام بلڈنگ کی مسجد ہے جس میں پانی کی نلکیاں لگی ہوئی ہیں۔مَیں وہاں پر وضو کرنے کے لئے نلکی کھولتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صاف پانی آیا ہے مگر معاً بعد گدلا سا پانی جس میں میل کی سی کثافت ہے،جس کو پنجابی میں پِنہ اور انگریزی میں algae کہتے ہیں،(کائی جو کہتے ہیں،وہ پانی میں سے)نکلا ہے اور میرے ہاتھوں پر پڑ گیا جس سے مَیں نے خیال کیا یہ تو بڑا میلا پانی ہے اور وہ ختم بھی ہو گیا۔اس کے بعد مَیں نے اُسی مسجد کی طرف (یعنی جو پہلی مسجد تھی،جہاں بیٹھا ہوا تھا)واپسی کا ارادہ کیا اور وہ دیوار جو کہ اونچی معلوم ہوتی ہے اس پر مَیں چڑھ رہا ہوں تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر ٹانگ پکڑ لی ہے کہ تم یہاں کیوں آئے تھے؟پھر یہاں نہ آنا۔(غالباً یہ دوبارہ اُسی مسجد کا ذکر کر رہے ہیں جس میں ابھی وضو کر رہے تھے)کہ تم یہاں کیوں آئے تھے؟پھر یہاں نہ آنا۔مَیں کہتا ہوں کہ مجھے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بعد جب مَیں اسی مسجد کی طرف واپس گیا ہوں تو وہاں پر نہایت مصفّٰی پانی کا ایک حوض ہے۔(یعنی جہاں بیٹھے ہوئے تھے،وہاں واپس گئے تو مصفّٰی پانی کا ایک حوض نظر آیا)اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ ایک حدیث کی کتاب کا درس دے رہے ہیں جو حنائی کاغذ پر چھپی ہوئی ہے اور اُس کے حاشیوں پر بھی گنجان چھپا ہوا ہے۔مَیں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہاں تو پانی کثرت کے ساتھ ہے اور مَیں پہلے بھولا ہی رہا۔خیر جس وقت مَیں وضو کر کے ہاتھ اُٹھاتا ہوں تو مستری محمد موسیٰؓ صاحب کا لڑکا محمد حسین تلوار لے کر میرے سر پر کھڑا ہے اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اس کو حضرت خلیفہ ثانی کی طرف سے میرے متعلق یہ حکم ہے کہ مَیں منافق ہوں اور مجھے قتل کر دیا جائے۔مَیں نے محمد حسین صاحب کی طرف مڑ کر دیکھا کہ تم ایک مومن کو قتل کے لئے تلوار اُٹھاتے ہو۔تمہیں معلوم نہیں کہ مَیں مومن ہوں؟اُس کے بعد نظارہ بدل گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے ہوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکے سرخ اور سفید رنگ کی وردیاں پہنے ہوئے جیسا کہ مولی ہوتی ہے ماتم کر رہے ہیں اور محرم کے دن معلوم ہوتے ہیں۔مَیں تلوار لے کر ان لڑکوں کی طرف جاتا ہوں اور کہتا ہوں چلے جاؤ۔چنانچہ وہ لڑکے بھاگ گئے۔اُس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے لڑکے عبدالغفور خان کا مکان ہے اور مَیں اُس کمرے میں داخل ہونے کے لئے جب جاتا ہوں تو پولیس کے سپاہی تلاشی لینے کے لئے آتے ہیں اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ میرے پاس جو تلوار بغیر لائسنس ہے،اس کی تلاشی کے لئے آئے ہیں۔مگر مَیں دل میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تلوار تو مَیں افریقہ سے لایا ہوں۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔اس رؤیا کو مَیں نے شاید چند ایک دوستوں کے پاس بھی بیان کیا اور شاید مجھے مستری محمد موسیٰؓ صاحب نے کہا کہ کاش کہ خواب میں قتل کر دیئے جاتے تو بہت اچھا ہوتا کہ منافقت بالکل مٹ جاتی۔(اسے دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے بیعت نہیں کی تھی)یہ کہتے ہیں اس کے بعد پھر مَیں نے حضرت خلیفہ ثانیؓ کی بیعت کر لی اور پھر مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ سے اخلاص و

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

محبت میں ترقی کرتا گیا''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 221 تا 227 از روایات حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ''جب احرار کا فتنہ بھڑکا تو خاکسار نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین کے ایک طرف یوسف نامی شخص لیٹا ہوا ہے اور دوسری طرف حضور کے شیر محمد لیٹا ہوا ہے۔ تو اس میں جنابِ الٰہی نے یہ بتایا کہ واقع میں یہ یوسف تو ہے مگر بعض لوگ حضور کی ترقی کو دیکھ کر جل رہے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ کیونکہ غیر معمولی خدائی طاقت ہے اس لئے جلنے والے کچھ نہیں کرسکیں گے۔ گویا یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کے مطابق ہے۔

یوسف تو سن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 160 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت ڈاکٹر نعمت خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ 1896ء کی ان کی بیعت ہے کہ ''جب خلافتِ ثانیہ کا وقت آیا تو مَیں نے بیعت کا خط حضرت امیر المومنین کی خدمت میں لکھا اور اُن دنوں میں شاید رخصت پر ریاست نادون ضلع کانگڑہ میں اپنے گھر پر تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان کا خط آیا۔ (یعنی یہ حضرت مولوی غلام حسین صاحب پشاوری کا ذکر کر رہے ہیں کہ ان کا خط آیا۔ یہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے سسر تھے لیکن انہوں نے پہلے شروع میں بیعت نہیں کی تھی بلکہ پیغامیوں کے ساتھ چلے گئے تھے۔) کہتے ہیں اُن کا مجھے خط آیا اور اُس میں بیعت فسخ کرنے کے متعلق یہ لکھا ہوا تھا کہ فسخ کردو۔ حضرت خلیفہ ثانی کی جو بیعت ہے وہ فسخ کردو۔ چونکہ میرا تعلق اُن سے بہت عرصہ رہا تھا اس لئے اصلیت کو نہ سمجھا اور مَیں نے فسخ بیعت کے متعلق پیغامِ صلح میں لکھ دیا۔ اعلان ہوگیا اور اُن کے ساتھ یعنی پیغامیوں کے ساتھ میں ہوگیا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خاندانِ نبوت کے متعلق میرے وہی خیالات رہے جو پہلے تھے اور کبھی مجھ سے بے ادبی کے الفاظ نہ نکلے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود کی جو اولاد تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی وغیرہ، ان کے متعلق کوئی بے ادبی کے الفاظ نہیں نکلے) یہی حالت مدت تک رہی۔ ان کے ایک دو جلسوں میں بھی شامل ہوا۔ (یہ جو مَیں نے شروع میں ان کا یعنی مولوی غلام حسین صاحب کا ذکر کیا ہے ناں، تو انہوں نے بیعت نہیں کی تھی لیکن 1940ء میں انہوں نے پھر بیعت کرلی تھی اور مبائعین میں شامل ہوگئے تھے پھر قادیان ہی آکر رہے ہیں۔) بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مَیں جلسوں میں بھی شامل ہوا۔ 1930ء یا اس سے پہلے، ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی حویلی سمندر کے کنارے پر ہے اور پانی کی لہریں زور شور سے اس کے ساتھ ٹکراتی ہیں اور بہت شور ہوتا ہے۔ اُس حویلی کے اندر سے مولوی محمد علی نکلے تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُن کے چہرے کا نصف حصہ سفید اور نصف سیاہ تھا۔ معاً میرے دل میں خیال ہوا کہ ان کی پہلی زندگی یعنی پہلی حالت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی اچھی تھی اور اُس کے بعد کی سیاہ ہوگئی۔ اُس کے بعد جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ہدایت کی طرف لاتا ہے تو اُس کے اسباب بھی ایسے پیدا کردیتا ہے جو اس کی ہدایت کا موجب ہوجاتے ہیں۔ مَیں 1932ء میں اپنے گھر پر تھا۔ میرے اہلِ خانہ سرگودھا میں تھے کہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب امریکہ والوں کا، جو میرے رشتہ دار ہیں، خط پہنچا کہ آپ بہت جلد قادیان آجاویں۔ کیونکہ مَیں نے امریکہ جانا ہے اور مکان کا بنوانا آپ کے ذمہ ہے۔ (قادیان میں جو مکان بنوانا تھا، اُس کی نگرانی آپ کریں) کہتے ہیں اس پر مَیں اپریل 1932ء میں قادیان آگیا اور مکان تیار کرایا۔ میرے اہلِ خانہ بھی یہاں آگئے۔ یہاں آکر دیکھا تو عجیب ہی کیفیت نظر آئی۔ نیا آسمان اور نئی دنیا نظر آنے لگی۔ نمازوں میں شامل ہونا، حضرت صاحب کے خطبات کا سننا اور تقریروں کا سننا، اس نے ایسا اثر ڈالا کہ جو مغالطے دیئے گئے تھے وہ آہستہ آہستہ دور ہونے لگے۔ اتفاق سے مَیں قادیان سے نادون گیا تو مہاشہ محمد عمر تبلیغ کے واسطے وہاں آئے ہوئے تھے۔ اثنائے گفتگو مجھے کہنے لگے کہ آپ بیعت کا فارم بھر دیں۔ مَیں نے بیعت کا فارم بھر دیا اور دل کی سب کدورتیں دور ہوگئیں اور خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل کے سائے میں لے لیا اور مجھ جیسے عاصی کو دوبارہ زندگی بخشی ورنہ میرے ساتھی ابھی تک نخوت کی ذلت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دل تو اُن کا اندر سے محسوس کرتا ہے کہ ہم نے بڑی غلطی کی لیکن ظاہراً امارت اُن کے حق کے قبول کرنے میں مانع ہے اور یہی اُن کا جہنم ہے جس میں وہ ہر وقت پڑے جلتے ہیں۔ دل تو اُن کا چاہتا ہے کہ مان لیں لیکن ناک کے کٹنے کا خوف ہے۔ خداوند تعالیٰ ہدایت دے۔ میرے حال پر تو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل کیا۔ قریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ ایک رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ایک سنہری صندوق منقش ہوئے بہت ہی چمکدار اور روشن اترا اور معلق ہوا میں آکر ٹھہر گیا۔ اتنے میں ایک تاج منقش سنہری اترا اور وہ صندوق پر ٹھہرنا چاہتا ہی تھا کہ مَیں نے پرواز کرکے اُس کو اپنے دونوں بازوؤں سے تھام لیا۔ اس کا تھامنا تھا کہ تمام دنیا کے کناروں سے یک زبان آواز سنائی دی کہ ''اسلام کی فتح'' اور ایسا شور ہوا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اور اُسی وقت میرے دل میں یہ ڈالا گیا تھا کہ تاج برطانیہ کا ہے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 4 صفحہ 4 تا 6 از روایات حضرت ڈاکٹر نعمت خان صاحبؓ)

حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مئی 1938ء (میں) جس وقت احرار کا بہت زور تھا، اُس وقت مَیں نے دعا کرنی شروع کی اور درود شریف کثرت سے پڑھنا شروع کردیا۔ (احرار نے جماعت کے خلاف بہت زیادہ شورش اُٹھائی تھی) کہ یا ربّ! میرے پیر کی عزت رکھیں، دشمن کا بہت زور ہے۔ تو مجھ کو سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تین اونٹ ہیں۔ ایک اونٹ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر بھی اُس کے اوپر ہیں۔ اور صحابی دوسرے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب نے فرمایا کہ سوہنے خاں! تم آگئے ہو؟ جاؤ اور قدم آہستہ آہستہ چلنا تاکہ دشمن پر رعب ہوجاوے۔ حضور کا غلام آگے آگے چلا۔ جب دس قدم چلا تو حکم ہوا کہ سوہنے خاں! تم پیچھے ہوجاؤ، تمہارا پاؤں شور کرتا ہے۔ سرورِ کائنات اونٹ سے اُتر کر پیادہ ہوکر آگے چلنے لگے۔ جب مسجد مبارک کے (قادیان کی مسجد مبارک کے) پاس پہنچے تو سب صحابی اونٹوں سے اُتر کر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مبارک میں بھی چلے گئے۔ سب صحابیوں کو مسجد مبارک میں چھوڑ کر (صحابی بھی ساتھ تھے، مسجد مبارک میں چلے گئے) پھر مسجد مبارک کی جو کھڑکی لگی ہوئی ہے، وہاں سے گزر کر خلیفہ ثانی کے گھر پہنچ گئے۔ (یہاں ان کی خواب ختم ہوتی ہے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 201-200 از روایات حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ امیر کابل کہتا ہے کہ مَیں نے اپنا پیسہ بھیج دیا ہے۔ پیچھے آپ بھی آرہا ہوں۔ جب مستریوں نے ایک فتنہ برپا کیا (یہ مستریوں کا جو فتنہ تھا، یہ وہاں قادیان میں ایک اندرونی فتنہ تھا، انہوں نے بڑا شور مچایا تھا) تو اُس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ ثانی آسمان پر ٹہل رہے ہیں۔ گویا اس میں یہ بتایا کہ اُن کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اُن کے مقام تک پہنچنا نہایت ہی مشکل ہے، گویا محال ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کے لوگ جتنا چاہیں زور لگالیں خدا کے فضل سے ان کا کوئی نقصان نہیں کرسکیں گے۔ کیونکہ اُن کا قدمِ مبارک بہت بلندی پر ہے۔ یہ حضور علیہ السلام کے اس شعر کے ماتحت ہے کہ ؎

آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار''

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 7 صفحہ 160 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت میاں سوہنے خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''اب مَیں صداقت خلیفہ ثانی بیان کرتا ہوں جو میرے پر ظاہر ہوئی۔ جس وقت احرار کا بہت زور تھا اور مستریوں نے بھی حضور پر بہت تہمت لگائی تھی۔ مَیں نے دعا کرنی شروع کردی کہ اے اللہ! میرے پیر کی عزت رکھ۔ وہ تو میرے مسیح کا بیٹا ہے۔ بہت دعا کی اور بہت درود شریف اور الحمد شریف پڑھا اور دعا کرتا رہا۔ خواب عالمِ شہود میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اُس نے بیان کیا کہ مشرق کی طرف بڈھا گاؤں میں مولوی آئے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو ہم نے جڑ سے اکھیڑ دینا ہے۔ اور بندہ (یعنی یہ میاں سوہنے خان صاحب) کہتے ہیں کہ میں، برکت علی احمدی اور فتح علی احمدی کو اپنے ساتھ لے کر خواب میں ہی اُن کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مولوی آئے ہوئے تھے۔ جب وہ موضع پنڈ دری قد پہنچے، اُس وقت نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ مَیں نے امام بن کر ہر دو احمدیوں کو نماز پڑھانی شروع کردی۔ اتنے میں خرد خان اور غلام غوث احمدی پھگلانہ بھی آگئے۔ مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر دو چاند ہیں۔ ایک چاند بہت روشن ہے۔ دوسرا جو مربع شکل اُس کے ساتھ لگا ہوا ہے، وہ بے نور ہے۔ روشنی نہیں ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے اس میں روشنی ہونی شروع ہوگئی۔ غرضیکہ وہ چاند دوسرے چاند کے برابر روشن ہوگیا۔ مَیں نے دعا کی، یہ دونوں ایک قسم کے روشن ہوگئے۔ اُس وقت مجھے آواز آئی کہ پہلا چاند مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور یہ دوسرا چاند جو اب روشن ہوا ہے یہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 200-199 از روایات حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

جیسا کہ مَیں نے کہا مستریوں کا بھی قادیان میں بڑا فتنہ اُٹھا تھا، جس میں حضرت خلیفہ ثانیؓ پر بڑے غلیظ الزامات بھی ان لوگوں نے لگائے تھے اور مقدمہ بھی قائم کیا تھا۔ اس کا خلاصۃً کچھ ذکر کر دیتا ہوں، اکثر کو شاید نہیں پتہ ہوگا۔ ویسے تو یہ تفصیل پڑھنے والی ہے۔ حضرت خلیفۃ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’ایک مقدمہ پچھلے دنوں میرے خلاف کیا گیا کہ گویا مَیں نے آدمی مقرر کئے تھے کہ بعض لوگوں کو مروا دوں۔ یہ وہ لوگ تھے جو مشین سویّاں کی دوکان سے تعلق رکھتے ہیں اور اُنہی کی طرف سے یہ مقدمہ کیا گیا تھا اور دوسرا مقدمہ یہ تھا کہ آئندہ کے لئے میری ضمانت لی جائے‘‘۔ پھر آگے فرماتے ہیں ’’ان لوگوں کو قتل کروانا تو بڑی بات ہے۔ مَیں نے اُن کے لئے کبھی بددعا بھی نہیں کی۔ مگر انہوں نے اپنے اوپر قیاس کیا۔ پچھلے دنوں بعض وجوہ سے جو خیالی طور پر گھڑی گئیں (بعض ایسی وجوہات جو خیالی تھیں) اُن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اُن کے خلاف کوشش کی جا رہی ہے۔ (اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اُن کے خلاف کوئی کوشش کر رہے ہیں) ان لوگوں نے بعض ایسی وجوہات سے جو اخبار میں بھی بیان کر دی گئی ہیں، کئی قسم کی ناجائز حرکات کیں‘‘۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ’’جو لوگ اخلاق میں گر جاتے ہیں وہ اپنے بُغض کا بدلہ غیر اخلاقی طور پر لینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے ایسی باتیں کرنی شروع کیں جو الزامات اور اتہامات سے تعلق رکھتی ہیں‘‘۔ اور بڑے گندے گندے الزامات لگائے تھے لیکن آپ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تاریخ احمدیت میں جو لکھا ہوا ہے۔ اُس کا بھی خلاصۃً بیان کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی کامیابیوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہر حلقے میں بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر بعض لوگوں نے جن سے سلسلہ کی عظمت اور آپ کی شہرت دیکھی نہیں جاتی تھی، آپ کی زبردست مخالفت شروع کر دی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے قادیان کے بعض مستری جو مشین سویّاں کی دوکان چلاتے تھے، آلہ کار بنائے گئے جنہوں نے حضرت خلیفہ ثانی پر اقدامِ قتل کا مقدمہ کرنے کے علاوہ ایک اخبار ’’مباہلہ‘‘ نامی جو قادیان سے جاری ہوتا تھا، جاری کر کے آپ کی ذات مقدس پر شرمناک حملے کئے اور اپنی دشنام طرازی اور اشتعال انگیزی سے جماعت کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا۔ یہ فتنہ دراصل ایک گہری سازش کا نتیجہ تھا جس کے پیچھے سلسلہ احمدیت کے مخالف عناصر کام کر رہے تھے اور جنہوں نے احمدیوں کو بدنام کرنے بلکہ کچلنے کے لئے پوری کوشش سے ہر قسم کے اوچھے ہتھیار استعمال کئے۔ اس فتنہ نے جہاں دشمنانِ احمدیت کی گندی اور شکست خوردہ ذہنیت بالکل بے نقاب کر دی، وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یوسفی شان کا اظہار ہوا اور آپ نے صبر اور تحمل کا ایک ایسا عدیم النظیر نمونہ دکھایا کہ ملک کا سنجیدہ اور متین طبقہ ورطۂ حیرت میں پڑ گیا اور انہوں نے گند اُچھالنے والوں کے خلاف نفرت اور بیزاری کا کھلا اظہار کیا اور کئی اخباروں نے پھر اس بات کو لکھا بھی۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 627 مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ 1927ء میں اپنی تقریر میں اس فتنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی سنت کے ماتحت لگی رہتی ہیں۔ ان سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ ہمارا فرض کام کرنا ہے۔ دشمنوں کی شرارتوں سے گھبرانا ہمارا کام نہیں۔ جو چیز خدا تعالیٰ کی ہو اُسے وہ خود غلبہ عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی چیزوں کی آپ حفاظت کرتا ہے۔ اگر سلسلہ احمدیہ کسی بندہ کا سلسلہ ہوتا تو اتنا کہاں چل سکتا تھا۔ یہ خدا کا ہی سلسلہ ہے وہی اُس کی پہلے حفاظت کرتا رہا ہے اور وہی آئندہ کرے گا۔ (انشاء اللہ۔) خدا تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے کہ شوکت و سلامتی، سعادت اور ترقی کا زمانہ عنقریب آنے والا ہے۔ کہنے والے نے کہا ہے، دیکھوں گا کس طرح جماعت ترقی کرتی ہے۔ مگر مَیں بھی دیکھوں گا کہ میرے خدا کی بات پوری ہوتی ہے یا اُس شخص کی‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 627 تا 629 مطبوعہ ربوہ)

چنانچہ وہ فتنہ بھی عجیب طرح ختم ہوا کہ وہ لوگ جس کو بعض حکومتی کارندے بھی مدد کر رہے تھے، وہ حکومت کے خلاف ہی بدل گیا اور ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور یہ فتنہ آپ مر گیا اور بہت بری طرح مرا۔

اب بھی جو، کبھی بھی جماعت کے خلاف planning کی جاتی ہے، سکیمیں بنائی جاتی ہیں، منصوبے بنائے جاتے ہیں، اگر اُن کو حکومتیں مدد کریں تو وہ حکومتوں کے خلاف ہی ہو جاتے ہیں، یہی ہم نے دیکھا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں ترقیات دکھاتا چلا جائے۔ ان صحابہ کا جن کا ذکر ہوا ہے ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ ان کی نسلوں کو بھی ان کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جماعت کے تمام افراد کو بھی ہر قسم کے شر اور فتنہ سے بچائے اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آج بھی نماز جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم سردار محمد بھروانہ صاحب جھنگ کا ہے جن کی 7 رفروری 2013ء کو 73 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد احمد خان بھروانہ صاحب تھے۔ چنڈ بھروانہ ٹھٹھہ شیرے کا، کے رہنے والے تھے۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پچاس کی دہائی میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ اُس وقت اُن کی عمر قریباً دس سال کی تھی اور تبلیغ کا ان کو چھوٹی عمر سے ہی بڑا شوق تھا جو آخر تک قائم رہا۔ آپ کی دنیاوی تعلیم تو کوئی خاص نہیں تھی، صرف پرائمری تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور خلفاء کی کتب خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کتب کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ جھنگ کے دیہاتی ماحول میں لوگوں کی طبائع کے لحاظ سے آپ نے صداقتِ احمدیت کے دلائل تیار کر رکھے تھے جو مقامی جھنگوی زبان میں پیش کرتے تھے جن کا سننے والوں پر بہت اثر ہوتا تھا۔ آپ کو جماعت جھنگ کی طرف سے بھی مختلف جگہوں پر مناظروں کے لئے بھجوایا جاتا تھا۔ تبلیغ کے سلسلہ میں اس قدر رنڈر تھے کہ لوگوں اور جگہ کی کبھی پرواہ نہیں کی اور دشمنوں کے درمیان بھی بلا جھجک چلے جایا کرتے تھے۔ احمدیت کی سچائی کا اظہار کرتے تھے۔ کئی دفعہ مدّ مقابل چیں بجبیں ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال کرتے لیکن یہ بات کبھی بھی اُن کی تبلیغ اور اظہارِ حق کے راستے میں روک نہیں بنی۔ ان کی عادات سے علاقے کے اکثر لوگ واقف تھے۔ ان کی موجودگی میں کبھی کسی کو احمدیت پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ انہیں تبلیغ کے لئے کسی بھی جگہ کسی بھی وقت بلایا جاتا تو کبھی انکار نہ کرتے بلکہ یہ سب مصروفیات چھوڑ کر وہاں پہنچ جاتے۔ ان کے ایک بیٹے عبدالشافی بھروانہ صاحب سیرالیون میں مبلغ سلسلہ ہیں اور ان کے ایک ہی اکلوتے بیٹے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور تمام رات اپنے ایک دوست کو جو ان دنوں جھنگ آیا ہوا تھا صداقتِ احمدیت کے دلائل سمجھاتے رہے۔ اُس کے تمام سوالوں کا نہایت تحمل سے جواب دیتے اور پھر اُس سے کہتے اور کوئی بات بتاؤ جو تمہیں احمدیت قبول کرنے سے روکتی ہو اور پھر اُس کے سوال کے ہر پہلو کا کافی شافی جواب دیتے۔ یہ سلسلہ صبح تک چلا۔ ساری رات اس طرح رہا۔ جب وہ دوست اپنے علاقے میں واپس چلے گئے تو واپس جانے کے بعد اس دوست نے بیعت کر لی اور اپنے گھر ایک خط لکھا جو اُن کے گھر والوں نے مجھے دکھایا۔ اُس میں تحریر تھا کہ مَیں ایک دیہاتی شخص سے ملا جو تمام دن مجھے مویشیوں میں الجھا نظر آتا تھا۔ لیکن ایک رات مَیں نے اُس کی باتیں سنیں تو مجھے علم کا ایک دریا نظر آیا۔ بیشک یہ سب علم انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے اور بار بار مطالعہ سے حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کے ایک ہی بیٹے ہیں اور ایک بیٹی ہے۔ اکلوتے بیٹے مبلغ سلسلہ ہیں۔ سیرالیون میں آجکل کام کر رہے ہیں۔ پچھلے ہفتہ وہاں جلسہ بھی ہو رہا تھا اور اُس کی مصروفیت کی وجہ سے بھی اور مجبوریوں کی وجہ سے بھی یہ جا نہیں سکے، اپنے باپ کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے اور بلکہ انہوں نے مجھ سے اس وجہ سے جانے کا پوچھا تک بھی نہیں کہ جلسہ کی مصروفیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد کی خواہش کے مطابق ان کو بے لوث خدمتِ سلسلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور اس واقفِ زندگی کو اپنے والد کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے اور ان کے جو لواحقین ہیں سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ: جلسہ سالانہ تنزانیہ از صفحہ نمبر 12

اور مقاصد سے صحافیوں کو آگاہ کیا۔ اسی پریس کانفرنس میں بہت سے صحافیوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت پر بننے والی لغو فلم پر جماعت احمدیہ کا ردعمل جاننے کی درخواست کی۔ اس پر محترم امیر صاحب تنزانیہ نے پیارے آقا کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا ردعمل اور مؤقف پیش کیا۔ اس ردّعمل اور مؤقف کو سب حضرات نے بے حد سراہا اور اپنے اپنے ادارے میں بھرپور کوریج دے کر نشر اور شائع کیا۔

پرنٹ میڈیا میں کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنزانیہ کے تین بڑے سواحیلی اخبار Nipash، Uhuru اور Mwananchi میں جلسہ سے قبل خبریں شائع ہوتی رہیں۔ نیز دو اخباروں Majira اور Mwananch میں جلسہ کے بعد بڑی تفصیل سے جلسہ کی کارروائی اور انتظامات کے متعلق خبریں شائع کی گئیں۔

سواحیلی اخبار UHURU نے اپنی 27 رستمبر کی اشاعت میں خبر دیتے ہوئے لکھا:

’’دنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مخالفین کے اعتراضات کا جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا بیان کر کے دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خود بھی وہ نیک اعمال کریں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائے نہ کہ فساد کر کے مخالفین کو اسلام اور مسلمان قوم پر طعن کرنے کا موقع دیں۔

محترم طاہر محمود چوہدری امیر و مشنری انچارج احمدیہ مسلم جماعت تنزانیہ نے ان خیالات کا اظہار ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

روزنامہ MWANANCHI (سواحیلی اخبار) نے اپنی 27 رستمبر 2012ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کی خبر دیتے ہوئے مندرجہ ذیل شہ سرخی کے ساتھ خبر شائع کی:

’’احمدی مسلمان امن اور محبت پھیلاتے ہوئے‘‘

’’جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تین ہزار سے زائد احمدی مسلمان امن اور محبت کی مثال قائم کرتے ہوئے جلسہ سالانہ میں شرکت کریں گے۔‘‘ یہ بات احمدیہ مسلم جماعت تنزانیہ کے امیر طاہر محمود چوہدری صاحب نے کل ایک پریس کانفرنس میں کہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ کے نیک ثمرات عطا فرمائے اور اسے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے اور دنیا میں امن کے قیام کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

گزشتہ سال یہ تعداد صرف گیارہ ہزار چھ سو بہتّر تھی۔ اس دفعہ انہوں نے دس گنا کا jump لیا ہے۔ اور 51 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ دو پیراماؤنٹ چیف، آٹھ چیفس اور چھیالیس امام احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اِن کا مختلف قوموں سے تعلق ہے۔ اِس سال غانا میں جلسہ گاہ کے لئے اور باقی مختلف پراجیکٹس کے لئے چار سو ساٹھ ایکڑ زمین خریدی گئی ہے۔ ہائی وے (Highway) پہ بڑی باموقع اور ایک شہر کے تقریباً ساتھ ہی ہے تو اللہ تعالیٰ ملکوں کی زمینیں بھی عطا فرما رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید کی جاسکتی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ یہ تمام زمینیں احمدیت کی آغوش میں آنے والی ہیں۔

غانا میں غیر احمدیوں کے ایک استاد جلسہ سالانہ لندن میں شریک ہوئے۔ جب واپس آئے تو حافظ جبرائیل صاحب کہتے ہیں کہ اُن کے ایک بھتیجے نے پوچھا کہ لندن سے کیا تحفہ لائے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک کتاب ہے ''القول الصریح''۔ بھتیجا ایک عالمِ دین تھا۔ انہوں نے کتاب لی اور پڑھ کر کہنے لگے کہ کتاب سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ احمدیت سچی ہے اور اِس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اِس پر امام صاحب نے کہا کہ بے شک شامل ہو جاؤ۔ اُس بھتیجے نے احمدیت قبول کر لی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے سعودی عرب چلے گئے۔ حج کے موقع پہ غانا کے کچھ احمدی بھی سعودی عرب گئے تھے۔ یہ صاحب احمدیوں سے ملے۔ وہ اُن احمدی احباب کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ تو احمدی جو غانا سے گئے ہوئے تھے انہوں نے اُس سے بڑا حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ ہم احمدی ہیں۔ تو وہ دوست کہنے لگے کہ احمدی اپنی نمازوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ پس یہ احمدی کا طُرّہ ٔ امتیاز ہے جو ہر جگہ اور ہر وقت ہونا چاہئے۔

Benin میں بھی ہزاروں میں بیعتیں ہوئی ہیں۔ Benin کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ بینن کے نیشنل چیف آف ملٹری پولیس گزشتہ کچھ ماہ سے زیرِ تبلیغ تھے۔ مجھے لکھا کہ مَیں آپ کو بھی دعا کے لئے لکھتا رہا، خود بھی دعا میں مصروف رہا۔ اُن کو 9 جولائی کو مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ اُن کے لئے مَیں تیاری کر رہا تھا اور ایم ٹی اے روٹین کے مطابق چل رہا تھا۔ مَیں یہ دعا کر رہا تھا کہ کوئی ایسا موقع پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا سینہ ایمان کے لئے کھول دے۔ کہتے ہیں کہ اچانک مَیں نے دیکھا کہ ایم ٹی اے پر انڈونیشین سروس میں سرکاری اہلکار جماعت کے کلمہ والا بورڈ اکھاڑ رہے ہیں اور آریوں سے کاٹ رہے ہیں۔ اُس کے بعد خدام کا جوش اور غم و غصہ کا Scene اور پھر ایک عہدیدار کا اونچی آواز میں اُن کو اپنی طرف بلا کر انڈونیشین میں مختصر خطاب۔ اور پھر اُن کے ہاتھ دعا کے لئے بلند ہوئے تو ہر روح خدا کے حضور تڑپنے لگی۔ چیخوں اور سسکیوں کے درمیان آمین، آمین کی آواز بلند ہونے لگی۔ کہتے ہیں یہ سِین مَیں نے ریکارڈ کر لیا۔ جب آرمی چیف آئے تو انہوں نے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا اور پھر مجھے کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو احمدیت نے طرّہ ٔ امتیاز کے طور پر آپ کو دی ہو اور ہم مسلمانوں کے پاس نہ ہو۔ تو مَیں نے کہا ٹھیک ہے مَیں آپ کو وہ بتاتا ہوں بلکہ آپ کو دکھاتا ہوں۔ یہ خدائی تقدیر ہے کہ آپ کے آنے سے آدھ گھنٹے پہلے ہی پروگرام آ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے وہ پروگرام جو ریکارڈ کیا تھا اُن کو دکھایا تو انہوں نے یہ سارا منظر دیکھا۔ جب دعا کا سِین آیا تو اُن کی آنکھیں پُرنَم ہو گئیں۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ یہ ہے ہمارا طُرّہ ٔ امتیاز جو ہمیں امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اور خلافت کی برکت سے ملا ہے کہ ہم ہر حال میں اپنی غمی اور خوشی میں خدا کے وفادار ہیں اور کبھی ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لیتے اور ہمیشہ نظامِ جماعت کے ماتحت چلتے ہیں۔ اطاعت، فرمانبرداری اور قربانی کے سنہری اصولوں پر ہمیشہ کاربند رہتے ہیں۔ اور یہ باتیں خلافت کے دامن سے بندھے بغیر ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا اگر یہ سب امام مہدی اور خلافت کی برکت ہے تو میں کیوں نہ اپنے دامن میں بھروں۔ اور فوراً بیعت فارم طلب کیا اور sign کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ الحمدللہ

تو Burkina Faso سے ہی ایک مبلغ فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ ڈوری ریجن کی ایک جماعت کوریا کے ایک انتہائی ضعیف داعی الی اللہ ہیں۔ اُن کی طرف سے ایک دن ایک آدمی آیا کہ سخت بیمار ہیں اور انہوں نے اپنے بھتیجے کو بلایا ہے جو ڈوری مشن ہاؤس میں ملازم ہے۔ ہمارے مبلغ بھی عیادت کرنے کے لئے معلم کے ساتھ چلے گئے۔ وہاں پہنچے تو اُس بزرگ نے اپنے بھتیجے کے گلے لگ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور اُسے تاکیداً کہا کہ رات مجھے خواب میں بتایا گیا کہ آج صرف جماعت احمدیہ ہی ایک سچی جماعت ہے اور اِسی کے ساتھ چمٹنے میں بھلائی ہے اور خیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس لئے فوری بلایا ہے کہ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ میری تمہیں نصیحت ہے کہ اِس جماعت سے ہمیشہ وفا کرنا اور کبھی بھی اِس سے اپنا تعلق نہیں توڑنا۔

پھر سیرالیون ہے۔ وہاں بھی اِس سال اللہ کے فضل سے اچھی بیعتیں ہوئی ہیں۔ اِس سال گزشتہ سے پچھلے جمعہ اُن کے ملک کے صدر صاحب بھی یہاں آئے تھے۔ وہ اپنے سرکاری دورے پر آئے ہوئے تھے لیکن جمعہ پڑھنے ہماری مسجد میں آئے۔ وہاں جب بھی سرکاری تقریبات ہوتی ہیں تو جماعت کو خاص طور پر دعوت دی جاتی ہے اور سرکاری حلقوں میں جماعت کا اللہ کے فضل سے اچھا اثر ہے۔

وہاں کے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک علاقے میں دو فرقوں کے آپس میں عرصہ دس سال سے اندرونی اختلافات تھے۔ دو مساجد بنائی گئی تھیں اور باوجود انتہائی کوشش کے دونوں فرقوں کے اختلافات ختم نہیں ہوتے تھے۔ تو یہ مبلغ کہتے ہیں کہ میں نے گاؤں کے سرکردہ افراد سے بات چیت کی اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ اُس کے نتیجہ میں افراد نے فیصلہ کیا کہ ہم احمدیت قبول کرتے ہیں اور اِس جھگڑے کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ جو بھی فیصلہ کرے گی وہ انہیں قبول ہوگا۔ تو بات چیت کے بعد اُن کے جو بڑے افراد تھے، لیڈر تھے اُن کو سمجھایا گیا۔ سب جھگڑا ختم کرنے میں متفق ہو گئے۔ چنانچہ اُن سب کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا کہ کیونکہ اِن مساجد کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو رہا ہے۔ اِس لئے دونوں مسجدوں کو گرا دیا جائے اور اُس کے سامان کے ذریعہ سے ایک نئی مسجد تعمیر کی جائے جو احمدیہ مسجد ہوگی۔ چنانچہ اِن دونوں مساجد کو گرا کر اَب علاقے میں احمدیہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ اِس طرح اِس علاقے میں احمدیت کے پھیلنے سے یہ جھگڑا جو کئی سال کا تھا ختم ہو گیا۔

ہندوستان سے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ گاؤں چولا کرلائی میں گزشتہ سال احمدیت کا پیغام پہنچایا جس کے نتیجہ میں ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی ایک بیوہ عورت اپنی فیملی سمیت احمدی ہو گئی۔ اِن کے گھر ایک دن معاندِ احمدیت پیر بھی آیا اور کہا کہ تم لوگوں نے قادیانی جماعت میں داخل ہو کر کفر کا طریق اختیار کیا ہے۔ (ہندو سے احمدی ہوئی ہے۔ اُس کو کہہ رہے ہیں کہ کفر اختیار کیا ہے) اُسے چھوڑ کر اسلام قبول کرو ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر اُس نے جماعت کو سخت گالیاں دیں۔ اُس نو احمدی خاتون اور اُس کے بچوں نے اِس پیر کو گھر سے نکال دیا۔ مگر اِس کے الفاظ سے ان کے دل میں وساوس پیدا ہوئے کہ نہ جانے اب کیا ہوگا۔ کیونکہ ایک لمبے عرصے سے ہندو تھے۔ بہرحال ہندو تو ہم پرست بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر بھی احمدیت کے قبول کرنے کی وجہ سے ایمان میں کچھ مضبوطی آ رہی تھی لیکن ساتھ وسوسے بھی چل رہے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ وسوسہ تو پیدا ہو گیا اور فکر بھی ہوئی۔ لیکن یہ پیر صاحب گاؤں سے نکل کے جب main road پر گئے تو جاتے ہی ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اتنا خوفناک ایکسیڈنٹ تھا کہ اُن کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ اِس وجہ سے وہ عورت جو تھی اپنے ایمان میں اللہ کے فضل سے پختہ ہو گئی۔

کینیا میں بھی اللہ کے فضل سے اِس سال بیعتیں ہوئی ہیں۔ تعداد ہزاروں میں ہی ہے۔ پھر یورپین ممالک میں بھی، انڈونیشیا، بوسنیا، بنگلہ دیش وغیرہ میں بیعتیں ہوئی ہیں۔

اللہ کے فضل سے اِس سال بیعتوں کی جو کُل تعداد ہے وہ دو لاکھ ترانوے ہزار آٹھ سو اکیاسی (2,93,881) ہے۔ اور ایک سو دو (102) ممالک سے دو سو ستر (270) قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔

رؤیائے صادقہ کے ذریعہ قبول احمدیت

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے لوگوں کو حق دکھاتا ہے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ فرانس سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ الجزائر کے ایک دوست Bauhas Chebab احمدیت قبول کرنے سے قبل اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ خواب میں مَیں نے محسوس کیا کہ میں ہوا میں اڑ رہا ہوں۔ بلندی سے نیچے دیکھا کہ کسی جگہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ انہوں نے پاکستانی لباس سیاہ اچکن اور سفید شلوار قمیص اور جناح ٹوپیاں پہنی ہوئی ہیں۔ پھر مجھے کمرے میں لے جایا گیا جہاں یہ لوگ موجود تھے اور اُن کے درمیان ایک باریش شخص تھا۔ جس نے مختلف رنگ کا لباس اور سبز رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور رو رہے تھے۔ مَیں نے سوال کیا کہ یہ سب کیوں رو رہے ہیں؟ مجھے جواب ملا کہ حضور کی وفات کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ اِس پر ایک آواز آئی کہ اُس شخص کی طرف دیکھو جو درمیان میں ہے۔ یہ پانچویں خلیفہ ہیں اور صرف یہی سبز رنگ کا کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوا؟ تو آواز آئی کہ تمہیں یقین نہیں آ رہا تو سبز کوٹ کو دیکھو، سبز کوٹ کو دیکھو، سبز کوٹ کو دیکھو۔ یہ آواز مجھے تین دفعہ سنائی دی۔ جمعہ کے دن جب مَیں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے ایک احمدی دوست کے گھر گیا تو وہاں سب لوگ ایم ٹی اے دیکھ رہے تھے۔ جب میں نے ٹی وی کی طرف دیکھا تو مجھے وہی کچھ نظارہ نظر آیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ پہلے مَیں احمدی نہیں تھا، احمدیت کے بارے میں شکوک وشبہات تھے۔ یہ دیکھ کر میرے تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے اور احمدیت کی صداقت پر یقین ہو گیا۔

فرانس کے اسی نوجوان کی والدہ نے بھی اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں خواب میں نماز ادا کر رہی ہوں تو دیکھا کہ میرے آگے ایک باریش شخص کھڑا ہے اور وہ کچھ نہیں کہتا۔ یہ خواب پانچ، چھ سال قبل کا ہے۔ ایک سال قبل میں اپنے بیٹے کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی۔ وہاں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں۔ یہی وہ بزرگ تھے جن کو میں نے پانچ، چھ سال قبل خواب میں دیکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اِس پر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جلسے کے پروگرام دیکھے تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اب مجھے احمدی ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

جرمنی کے ایک صدر جماعت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک تبلیغی سٹینڈ لگایا تو ایک کُرد مسلمان قاسم دَال اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی۔ اور خوب غصہ سے بولے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون آ سکتا ہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی بحث کے بعد ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے اُن کا فون نمبر لے لیا اور وہ چل دیئے۔ اگلے ہی دن انہیں کھانے پر بلایا گیا اور تین گھنٹے کی تبلیغی نشست ہوئی۔ انہیں کتابیں دی گئیں۔ پھر دو دن بعد اُن کا فون آیا کہ جو کتابیں آپ نے مجھے دی تھیں وہ میں نے جلا دی ہیں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور میں رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ہماری دوستی تو اب نہیں ٹوٹ سکتی۔ اس لئے آپ آج بے شک نہ آئیں لیکن جمعرات کو تشریف لائیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ تو اس دوران وہ جماعت کے متعلق اتنے بددل ہو چکے تھے کہ وہ آئے تو سہی لیکن روزہ رکھ کر آئے کیونکہ وہ احمدیوں کے گھر کھانا پینا بھی نہیں چاہتے تھے۔ بہرحال تبلیغی بحث جب لمبی ہو گئی تو افطاری کا وقت ہو گیا۔ اُن کو آخر مجبور ہو کے روزہ افطار کرنا پڑا۔ پھر سیکرٹری تبلیغ نے اُن کو کہا کہ ایک وعدہ کریں کہ مولوی کی بات ایک طرف اور خدا تعالیٰ کے وعدے ایک طرف۔ آپ ایسا کریں کہ چالیس روز پاک دل ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی کے بارے میں دردِ دل سے دعا کریں اور کسی تعصب کو جگہ نہ دیں۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہتے ہیں کہ تیسرے دن اُن کا ٹیلیفون آیا اور وہ اپنے کام کی جگہ پر تھے کہ تمہارے پاس موجودہ خلیفہ کا کوئی فوٹو ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہے۔ جواب دیا کہ مَیں ابھی کام چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ سیکرٹری تبلیغ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ مجھے غائبانہ آواز آئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہو۔ ثبوت تو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کو وہ خواب یاد دلائی گئی جس میں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خلیفۃ المسیح الخامس کو کمانڈر انچیف کے طور پر کھڑا دیکھا تھا۔ جن کے اوپر نور کا سایہ تھا اور ایک فوج سامنے کھڑی تھی۔ اور وہ فرشتوں کی جماعت کے طور پر دکھائے گئے۔ لمبی خواب ہے۔ بہرحال جونہی وہ سیکرٹری تبلیغ کے گھر پہنچے تو تصویر دیکھ کر کہنے لگے کہ یہی مَیں نے تصویر دیکھی تھی۔ پچھلے سال انہوں نے لندن کے جلسے میں شرکت کی اور اُس کے بعد احمدیت قبول کرلی۔

پچھلے سال بیعت میں ایک چیز جو انہوں نے خواہش کی وہ بعد میں انہوں نے اب لکھی کہ میری خواہش تھی کہ مَیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کروں۔ اور اُن کو بتایا گیا کہ نظام کے تحت بیعت ہوتی ہے۔ آپ پتہ نہیں سامنے آئیں گے کہ نہیں۔ لیکن گزشتہ سال مَیں نے کہا کہ جو نومبائعین ہیں وہ سامنے آکر بیٹھیں۔ تو اتفاق سے جرمنی سے اُنہی کا نمبر آیا اور وہ بیٹھے اور اس طرح اُن کی خواہش پوری ہوگئی۔ اُس پہ وہ مزید بڑے خوش تھے۔

محمد اشرف صاحب بلغاریہ سے لکھتے ہیں۔ ایک دوست Olek صاحب زیرِ تبلیغ تھے۔ عیسائی تھے۔ اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے تھے لیکن بیعت نہ کی۔ ایک دن سینٹر میں آئے اور کہنے لگے کہ مَیں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے میرا کہا کہ وہ مجھے خواب میں آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ تم میرے پاس اگر نہیں آتے تو مَیں تمہارے پاس آجاتا ہوں۔ اس پر کہتے ہیں کہ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی اور مَیں جماعت میں شامل ہونے کے لئے آگیا ہوں۔ سعید فطرت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق عطا فرمائی۔

اسی طرح ایک عیسائی عورت ہیں۔ وہ بھی اپنی خواب کے ذریعہ سے احمدی ہوئیں۔

صوبہ جموں کے ضلع اودھم پور میں ایک قصبہ چسانہ ہے۔ وہاں کی آبادی زیادہ تر ہندوؤں کی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں ایک شخص درشن سنگھ نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اُس نے اپنی ایک خواب سنائی کہ ایک رات غالباً تین بجے کا وقت تھا۔ مَیں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ میرے دائیں طرف سورج اور بائیں طرف چاند ہے اور میرے سامنے ایک سفید داڑھی والے بزرگ ہیں جن کے چہرے پر بکثرت آسمان کے ستارے نور کی شکل میں جگمگا رہے ہیں۔ اُن ستاروں کی وجہ سے اُن بزرگ کا چہرہ نورانی دکھائی دیتا ہے۔ وہ بزرگ میری پیٹھ تھپتھپا کر فرما رہے ہیں کہ تمہارے چلّو بھر پانی کے ضائع ہونے کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ تم مت گھبراؤ۔ تمہارا فیصلہ درست ہے۔ یہ صاحب جلسہ سالانہ 2005ء میں شامل ہوئے تھے اور میرے سے ملاقات بھی کی تھی۔ آخری روز بیعت کرنے کی سعادت بھی اُن کو مل گئی۔ واقعہ بیان کرنے والے دوست لکھتے ہیں کہ جب وہ مجھے ملنے آئے تو دیوار پر خلفاء کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ اُن تصاویر کو دیکھ کر وہ ایک دم حیران ہو گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے۔ مجھے خواب میں جو بزرگ دکھائے گئے تھے وہ یہی بزرگ تھے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔

خوابوں کی تو بڑی لمبی فہرست ہے۔

اسی طرح قبولیتِ دعا کے واقعات ہیں۔ ایک دو کا ذکر کر دیتا ہوں۔ ایتھوپیا سے ایک معلم علی نور داوے صاحب کہتے ہیں کہ ایک سنی لیڈر احمد گوراچا، حسین مُسافہ اور ڈسٹرکٹ پولیس افسر کی وجہ سے مجھے جیل جانا پڑا اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ اب یہاں کوئی بھی احمدیت کا نام نہیں لے گا۔ کہتے ہیں میں چودہ دن بعد جیل سے رہا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس رنگ میں ظاہر ہوئی کہ بس کے ایک حادثے میں احمد گوراچا ہلاک ہوگیا۔ اور جو پولیس افسر تھا وہ بھی شدید زخمی ہوا اور اس کے علاوہ پولیس افسر پر رشوت لینے کا الزام بھی ثابت ہوا۔ اور اسے چار سال کی قید ہوگئی۔ اِن تینوں نے کہا تھا کہ اب یہاں احمدیت کا کوئی نام نہیں لے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اس سال آٹھ جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور پندرہ مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ اور سولہ سو پینسٹھ (1665) بیعتیں ہوئی ہیں۔

Burkina Faso سے کمباری محمد فادا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک وہابی مخالفِ احمدیت کی بیوی کافی عرصہ سے بیمار تھی۔ الٹیاں وغیرہ نہیں رکتی تھیں۔ جو کچھ کھاتی تے آجاتی۔ ایک دن اُس کی بیمار پرسی کے لئے اُن کے گھر گئے تو دیکھا کہ ساری فیملی اب اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ یہ صرف چند دن کی مہمان ہے۔ اِس کا بچنا بہت مشکل ہے اور مولوی صاحب جو تھے وہ احمدیوں سے بہت کتراتے تھے۔ جب دیکھتے راستہ بدل جاتے۔ کہتے ہیں ایک دن مجھے روک کر کہنے لگے کہ احمدی کافر ہیں تم اُن کو چھوڑ دو۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ کی بیوی بہت بیمار ہے۔ آپ سب اُس کی زندگی سے مایوس ہو چکے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ امام مہدی علیہ السلام جن کو میں نے مانا ہے اگر وہ سچے ہیں تو مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ میرے پاس ایک دوائی ہے یہ دوائی اپنی بیوی کو دو۔ سورج نہیں ڈھلے گا کہ وہ انشاء اللہ شفا پا جائے گی۔ یہ ایک دیسی دوائی تھی۔ یہ دوائی لے کر مَیں اُس کے گھر گیا اور اُس کو تھوڑی تھوڑی کر کے چٹانا شروع کی۔ اور اُسے کہا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے چاٹتی رہو۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں اُس کو شفا دی اور جوں جوں وہ دوائی لیتی گئی اُس میں زندگی کے آثار نمایاں ہوتے گئے اور بالکل صحتیاب ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کی لاج رکھ کر آپؑ کی صداقت اُس پر ثابت کر دی اور مولوی نے مخالفت چھوڑ دی۔ شریف مولوی تھا۔

غانا سے ایک داعی الی اللہ عبداللہ ابراہیم لکھتے ہیں کہ ہمیں مارچ میں تُلوِے کے علاقے میں تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا۔ ان دنوں یام کی کاشت کی تیاری کی جا رہی تھی۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ عام لوگ اِس وجہ سے پریشان تھے۔ سلاگا سے بعض علماء کو اور معلمین کو بلایا گیا کہ وہ دعا کریں۔ مَعلم اُن کے ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کہتے ہیں جب ہم وہاں پہنچے تو چیف نے درخواست کی کہ دعا کریں کہ بارش ہو۔ ہماری ٹیم نے سب لوگوں کے ساتھ مل کر دعا کی۔ اُس کے بعد ہم وہاں سے اگلی منزل کو روانہ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ دو دن کے بعد تُلوِے کے چیف نے ایک آدمی کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ اللہ نے آپ کی دعا سن لی ہے جبکہ دوسرے علماء کی دعا نہ سنی گئی۔ سارے علاقے میں اللہ کے فضل سے بارش ہوئی اور کسان خوشحال ہو گئے۔

عبدالرحمٰن تراورے صاحب معلم Kolangeba لکھتے ہیں کہ ہم نے شہر میں مدرسے کے ذریعہ احمدیت کا تعارف کروایا تو شہر کے ایک مولوی عثمان سنگارنے جو سعودی عرب سے تعلیم حاصل کر کے آیا ہے اور شہر کا بڑا امام ہے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر لوگوں کو دکھاتا اور کہتا کہ احمدی اس آدمی کو نبی مانتے ہیں اور احمدی کافر ہیں۔ شہر کے گورنر نے دونوں فریقوں کو بلایا تو خاکسار نے قرآن وحدیث کے حوالے سے ختمِ نبوت اور جماعت کی صداقت پر بات کی۔ اُن کے مولوی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ تو گورنر نے کہا کہ آپ لوگ حق پر ہیں۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ اِس طرح مولوی کو ذلّت دیکھنی پڑی اور اللہ کے فضل سے جماعتی مدرسہ حکومتی طور پر بطور عربی سکول کے رجسٹرڈ ہوگیا اور بچے احمدیہ سکول میں آنے لگے۔

بعض لوگوں کا عبرتناک انجام

بشارت احمد صاحب مبلغ کینیا لکھتے ہیں کہ Eldoret سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹاؤن مٹونڈا (Matonda) ہے۔ وہاں غیر احمدیوں نے ہمارے معلم علی جمعہ کو تبلیغ کی گفتگو کے لئے اپنی مسجد میں بلوایا۔ جب غیر احمدی کوئی دلیل نہ دے سکے تو اِس معلم کو مارنا شروع کر دیا اور دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا۔ اس واقعہ پر معلم صاحب کو اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑنے اور صبر اور دعا کی تلقین کی گئی۔ چند دنوں بعد اللہ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ مارنے والوں میں جو سرغنے تھے اُن میں سے ایک رات کو سوتے میں قتل ہو گیا۔ اور قاتلوں کا کوئی پتہ نہ چلا اور دوسرا سادہ لوح طلباء کو جہاد کے نام پر اکسانے اور لڑانے کی وجہ سے جیل میں بند ہو گیا۔

گیمبیا سے امیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام عثمان ٹنکارا تھا بڑا اشرارتی بلکہ شرارتیوں کا سرغنہ تھا اور کہا کرتا تھا کہ احمدیوں کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ عمارت جس کو تم لوگ مسجد کہتے ہو اِس کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ صرف مونگ پھلی اور چارہ رکھنے کا ایک سٹور ہے۔ اور مسجد میں آکر اُس نے زبردستی بیٹھ کر سگریٹ پینا شروع کر دیا۔ جماعت کے لوگوں نے اُسے ایسا کرنے سے روکا لیکن اُس نے کوئی بات نہیں مانی اور کہا کہ احمدیہ مسجد پر خدا کی لعنت ہے۔ اُس کی بات سن کر ایک احمدی دوست نے اُسے کہا کہ اُسے یہ یقین ہے کہ یہ سگریٹ جو تم نے مسجد میں پیا ہے یہ تمہارا آخری سگریٹ ہو گا۔ اَب یہ سگریٹ کبھی باہر بھی نہیں پی سکے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں اگلے ہی دن صبح جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اُس کا منہ سوجا ہوا تھا اور شدید درد تھا اور منہ پر دانے نکلے ہوئے تھے اور گلا خراب تھا۔ کہتے ہیں کہ اس بات کو پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور اُس تکلیف کیلئے کوئی علاج کارگر نہیں ہو رہا۔ پھر اُس کو اور بیماریاں بھی لگ گئیں۔ اور انتہائی تکلیف کی حالت میں پڑا ہوا ہے اور عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔

عالمگیر جماعت کی مالی قربانی

اس کے واقعات تو بہت ہیں۔

مالی قربانیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت پہلے سے بہت بڑھ رہی ہے، ترقی کر رہی ہے۔ اور یہ جو وصیت کا نظام شروع ہوا ہے اِس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی بجٹ میں بہت فرق پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو قربانی کی توفیق عطا فرما رہا ہے اور اِس کے علاوہ دوسری قربانیاں بھی ہیں۔

مراکش کے ایک دوست کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اُن کا چھ ماہ سے زائد کا بقایا تھا۔ جب مَیں نے چندوں کے بارے میں اور شوریٰ کے سلسلہ میں خطبہ دیا تو اُن کو توجہ پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ چندہ لے کر امیر صاحب کے پاس آگئے۔ امیر صاحب نے کہا تمہارے حالات تو ایسے نہیں ہیں۔ رقم کہاں سے آئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بس خطبہ سننے کے بعد اور آپ کے توجہ دلانے کے بعد میرے سے رہا نہیں گیا اور مَیں نے اپنی گاڑی فروخت کر کے ساری کی ساری رقم چندے میں ادا کر دی ہے۔

احمد جبرائیل صاحب گھانا سے کہتے ہیں کہ چیری پونی میں ائمہ کی ورکشاپ منعقد کی گئی۔ جس کے بعد سوائے چند ایک کے اکثر دوستوں نے اپنا چندہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ چندہ نہ دینے والوں میں ایک شخص تھا۔ اُس سے پوچھا گیا کہ وہ چندہ کیوں نہیں دیتا جبکہ باقی دے رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ میں چندہ کیسے دوں جبکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصل نہیں ہوئی۔ اُس پر اُسے کہا گیا کہ تم چندہ ادا کرو باقی سب اللہ پر چھوڑ دو۔ اُس نے فوراً دو سو سیڈی ادا کر دیئے۔ اِس کے دو گھنٹے کے بعد صاف آسمان پر گہرے بادل آئے اور ساری رات بارش ہوتی رہی۔ اور یہ ایسی بارش تھی جو کسانوں کے لئے بہت مفید تھی۔ اگلی صبح اِس شخص کے پاس الفاظ نہیں تھے جن سے وہ اپنا مدعا بیان کر سکے۔ اور اُس کے بعد کہتا ہے مَیں نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی بقایا نہیں رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’وہ دن آتے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے روشن نشانوں کے ساتھ تمام پردے اٹھاتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا ہی ایک دو زبردست ہاتھ دکھا دے گا تو پھر کہاں تک لوگ برداشت کر سکیں گے۔ آخر اُن کو ماننا پڑے گا کہ حق اِسی میں ہے جو ہم کہتے ہیں۔ ہمارے مخالف جو ہمارے ساتھ لڑائی کرتے ہیں دراصل ہمارے ساتھ لڑائی نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی میں کامیاب ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 215 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ’’یہ لوگ یاد رکھیں کہ اُن کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے۔ مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے۔ اسلام کی برکتیں اب اِن مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی اِن پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھاؤ۔ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ 92)

مَیں جو مواد لے کر آیا تھا اُس کا میرا خیال ہے یہ تیسرا حصہ ہے جو آپ کو بتایا ہے۔ اور یہ بھی اُس میں سے کچھ تھوڑا سا select کیا گیا تھا پھر بھی وقت اتنا لگ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات کے اتنے عظیم نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ جماعت کو دکھا رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِن باتوں پر یقین اور ایمان اَور بڑھتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایمان بڑھتا جائے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دُور نہیں جب کُل دنیا پر، کُل عالَم پر اسلام اور احمدیت کا غلبہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

تین ہزار سے زائد افراد کی شمولیت۔ متفرق علمی و تربیتی موضوعات پر ٹھوس تقاریر۔ باہمی اخوت ومحبت کا روحانی ماحول۔ اہم سیاسی وسماجی شخصیات وحکومتی عہدیداران کی جلسہ میں شمولیت اور جماعت احمدیہ کی تعلیم، صحت اور بہبود انسانی کے کاموں پر خراج تحسین۔ جلسہ کی پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں شاندار کوریج۔

رپورٹ مرتبہ: مرتبہ وسیم احمد خان۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو جماعتی روایات کے ساتھ 28 ستمبر تا 30 ستمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار اپنا تینتالیسواں جلسہ سالانہ جماعتی احاطہ واقع کیٹونگا، دارالسلام میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ تنزانیہ گزشتہ دوسال سے مختلف ڈویلپمنٹ پروجیکٹس پر کام کررہی ہے۔ ان میں مساجد کی تعمیر، مشن ہاؤسز کا قیام اور ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت دیگر کام مثلاً پانی کی فراہمی وغیرہ جاری ہیں۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کے حوالہ سے بھی خدا کے فضل سے جماعتی احاطہ واقع کیٹونگا میں کافی کام ہورہا ہے۔ ان کاموں میں خاص طور پر جلسہ کے لیے ایک ایسے ہال کی تعمیر کا کام جاری ہے جو دورانِ جلسہ سامعین کے بیٹھنے کے لیے استعمال ہوسکے گا۔ اس سلسلہ میں پچھلے سال جماعت کو ایک پختہ سٹیج تعمیر کرنے کی توفیق ملی تھی۔ امسال خدا کے فضل سے جلسہ گاہ میں ایک بڑا شیڈ تیار کرلیا گیا ہے جو لوہے کے پولز اور آئرن شیٹس کی مدد سے بنایا گیا ہے اور اس کے نیچے ایک ہزار سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس پر کل 17 ملین تنزانین شلنگ خرچ آیا جو جماعت احمدیہ تنزانیہ نے خود قربانی کرکے اکٹھا کیا ہے۔ تقریباً 70 فیصد کام مکمل ہوگیا ہے اور 30 فیصد کام باقی ہے جس کے ساتھ مردانہ جلسہ گاہ میں ایک بڑا ہال تعمیر ہوجائے گا۔ اسی طرح اگلے سال جلسہ سالانہ سے قبل لجنہ اماء اللہ کے لیے اسی طرح کا بڑا شیڈ تیار کرنے کا پروگرام ہے۔ پولز وغیرہ لگ چکے ہیں اور امید ہے کہ اگلے سال جلسہ سے قبل یہ کام بھی مکمل ہوجائے گا انشاء اللہ۔ علاوہ جلسہ گاہ کی تیاری کے دیگر کام جن میں مہمانوں کی رہائش، کھانا پکانے اور کھلانے کے انتظامات وغیرہ شامل ہیں کی تیاریاں بھی جلسہ سے بہت پہلے شروع کردی گئی تھیں۔ محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے مختلف کمیٹیاں بنا کر کام شروع کیا۔ پانی کی فراہمی، مناسب رہائش، خوراک، نظم وضبط، سٹیج کی تیاری، سیکیورٹی، صفائی، دعوت ناموں کی ترسیل، جلسہ گاہ کے پروگرام نیز ہر شعبہ پر خصوصی توجہ دی گئی اور تمام کارکنان نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات ایک کردیا۔ اس کارِخیر میں بچے، بوڑھے، جوان، لجنہ اماء اللہ سب نے بھرپور حصہ لیا۔ مسلسل وقارِعمل کرکے جلسہ گاہ کی طرف جانے والے تمام راستوں کو صاف کرکے ہموار بنایا گیا اور دونوں اطراف اینٹیں لگا کر ان پر سفید رنگ کیا گیا تاکہ دور سے ہی راستہ کی نشاندہی ہو جائے۔ غرض ایک چھوٹا سا سادہ مگر بہت دلکش شہر تھا جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مہمانوں کے لیے تیار کردیا گیا۔

امیر جماعت تنزانیہ محترم طاہر محمود چوہدری صاحب نے 23 ستمبر بروز اتوار جلسہ گاہ کا معائنہ کیا اور تمام کارکنان کو ہدایات دیں۔ اس سال جلسہ گاہ کے پروگرام میں تقاریر کے علاوہ چار ایسے سیشن رکھے گئے تھے جن میں پرانے احمدی احباب، نومبائعین اور ایسے طلبا جو جماعت کی مدد سے پڑھ لکھ کر کسی مقام پر پہنچے ہیں کو موقع دیا گیا کہ وہ اظہارِخیال کریں۔ خدا کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا اور احبابِ جماعت کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنا۔

جلسہ کے تینوں دنوں کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد سے ہوا۔ اور نمازِ فجر کے بعد قرآنِ کریم کا درس ہوتا رہا۔

جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک خادم نے آنحضورﷺ کی مدح میں نظم پڑھی۔ بعدازاں محترم امیر صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں تمام حاضرین جلسہ کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ جماعت میں تین چندے لازمی چندہ جات میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں چندہ جلسہ سالانہ بھی ہے۔ اس سے جلسہ سالانہ کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ جہاں جہاں بھی جماعتیں مضبوط ہوچکی ہیں، جلسہ سالانہ اُن کے سالانہ پروگرام کا باقاعدہ حصہ ہے۔ آخر پر آپ نے افتتاحی دعا کروائی۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی پہلی تقریر محترم عبداللہ مبانگا صاحب کی تھی جو جماعت احمدیہ تنزانیہ کے سیکرٹری تبلیغ ہیں۔ آپ کی تقریر کا عنوان "قرآنِ کریم حکمتوں کا لعل بے بہا اور مومن کی زندگی" تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآنِ کریم میں موجود اوامر ونواہی جو حکمتِ الٰہی پر مبنی ہیں کی ایک مومن کی زندگی میں اہمیت پر روشنی ڈالی اور احباب کو اپنی زندگیاں احکامِ الٰہی کے مطابق گزارنے کی تلقین کی۔

دوسری تقریر محترم آصف محمود بٹ صاحب نے جو تنزانیہ کے ریجن موروگورو میں خدمتِ دینیہ بجا لا رہے ہیں "بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآنِ کریم کی تعلیمات، آنحضورﷺ کے مبارک ارشادات اور خلفائے احمدیت کے فرمودات کے حوالے سے والدین کو بچوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق توجہ دلائی۔ اس کے بعد خدام الاحمدیہ نے ترانہ پیش کیا۔ اس سیشن کی آخری تقریر محترم بکر عبید صاحب مبلغ سلسلہ کی تھی۔ آپ نے خلفائے کرام کی طرف سے دی جانے والی ہدایات اور احمدیوں کے فرائض پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور کھانے کے وقفے کے بعد دوسرے روز کے دوسرے سیشن میں محترم جمیل موانگا صاحب نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع "موجودہ دور کے ذرائع مواصلات اسلام کی فتح کا نشان" تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایم ٹی اے کی نعمت کا تذکرہ کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لیے دنیا میں ہونے والی والی جدید ایجادات کو اسلام کی خدمت پر لگا دیا ہے اور آج کے دور میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو ان وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے چپے چپے میں پہنچا رہی ہے۔ اس کے بعد محترم سیف حسن ناکوچیما صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ تنزانیہ نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع "دورانِ سال احمدیہ مسلم جماعت تنزانیہ کو حاصل ہونے والی ترقیات" تھا۔

آج کے اس اجلاس کا ایک دلچسپ پروگرام پرانے اور نئے احمدیوں کا اسٹیج پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا۔ یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا اور احباب جماعت کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنا۔

ان میں سے محترم محمد مبوالا صاحب، محترم رمضان عبداللہ صاحب، محترم علی خامس جمعہ صاحب اور ایک اس کے بعد ایک نومبائع نوجوان جو حال ہی میں مسائی قبیلہ سے احمدی ہوئے نے قبول احمدیت کے واقعات بیان کئے۔

آج کے اس دوسرے اجلاس کی مہمان خصوصی وارڈ کونسلر تھیں جن کا تعلق اسی علاقہ سے ہے جہاں ہمارا جماعتی احاطہ بمقام Kitonga واقع ہے۔

محترم امیر صاحب نے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہا اور جماعت کا تعارف کروایا۔ بعدازاں انہوں نے اسٹیج پر تشریف لا کر اظہارِخیال کیا۔ اور کہا کہ "مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے لیے میرا علاقہ پسند کیا۔ آپ لوگ یقیناً دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں۔ آپ نے اس علاقے میں سکول شروع کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس ادارے میں پڑھنے والے بچے بھی دوسرے بچوں سے یقیناً مختلف ہوں گے۔ اس علاقے میں پانی کی کمی کی وجہ سے مشکلات تھیں جو آپ کے یہاں کنواں کھودنے سے دور ہوگئی ہیں۔ یقیناً آپ لوگوں کا اس علاقے کو ڈویلپ کرنا قابل تعریف امر ہے"۔

محترم امیر صاحب نے موصوفہ کو جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا اور مہمانِ خصوصی نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز صبح کے اجلاس کے مہمان خصوصی ریجنل کمشنر ریجن SIMIYU تھے۔ آپ ایک حکومتی میٹنگ کے لیے اپنے ریجن کے ایک ضلع میں تھے۔ یاد رہے کہ دارالسلام سے ان کے ریجن کا فاصلہ 1500 کلومیٹر سے زائد ہے لیکن آپ میٹنگ کے فوراً بعد موانزہ شہر پہنچے اور پھر وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز محض جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شمولیت کے لیے ہفتہ کی رات دارالسلام آئے اور آج اتوار کی صبح کو ٹھیک 9 بج کر 30 منٹ پر ہمارے ساتھ موجود تھے۔ محترم امیر صاحب نے آپ کو خوش آمدید کہا اور نعرہ ہائے تکبیر کے ذریعہ آپ کا استقبال کیا گیا۔ محترم ریجنل کمشنر صاحب نے حاضرین سے نہایت خوبصورت خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ کل بروز ہفتہ اُن کے ریجن کے ایک ضلع میں رولنگ پارٹی CCM کی ایک ضلعی کمیٹی کا انتخاب تھا جو انہوں نے کروایا اور چونکہ انہوں نے جلسہ میں شمولیت کا وعدہ کیا تھا لہٰذا انتخاب کے فوراً بعد عازم سفر ہوئے اور کل رات بذریعہ ہوائی جہاز دارالسلام پہنچے اور آج ہمارے ساتھ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "مجھے اپنی زندگی میں جتنے بھی احمدیوں سے ملنے کا موقع ملا ہے میں نے یقیناً انہیں دوسرے لوگوں سے مختلف پایا ہے۔ آپ لوگوں کا بلاتفریق رنگ ونسل تعلیم وصحت اور خدمت انسانیت کے میدان میں کام کرنا قابل تعریف ہے۔ بے شک آپ نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی نیک ہیں۔ ہم سب کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔"

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے مہمانِ خصوصی کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا۔ محترم مہمان خصوصی کے رخصت ہونے کے بعد معلم نسورو حسین نے "انفاق فی سبیل اللہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ اگلی تقریر محترم کریم الدین شمس صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی مقدس زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل تھی۔ اس سیشن کی آخری تقریر محترم عبدالرحمٰن آمے صاحب نے 'اسلام میں عورتوں کے حقوق' کے موضوع پر کی۔ اس کے ساتھ ہی آج کے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

سہ پہر تین بجے دوسرے اور اختتامی سیشن کا آغاز تلاوت قرآنِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں" پیش کیا گیا اور اس کے بعد سواحیلی میں ان اشعار کا ترجمہ پیش کیا گیا۔ آج کے اس اختتامی اجلاس کے مہمانِ خصوصی نائب میئر دارالسلام تھے۔ محترم امیر صاحب نے مہمانِ خصوصی کو خوش آمدید کہا اور اسٹیج پر تشریف لا کر اظہارِخیال کرنے کی دعوت دی۔ محترم نائب میئر نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ "میں آج کے اس جلسہ میں شمولیت کرکے بہت خوشی محسوس کررہا ہوں۔ ہم سب لوگ یہاں جمع ہیں جو مختلف علاقوں سے آئے ہیں اور مختلف قبائل اور قوموں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن سب اکٹھے ہیں اور یقیناً یہ آپ کے ماٹو "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" کا عملی اظہار ہے۔ محترم امیر صاحب نے ان کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور کتب کا تحفہ پیش کیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں افرادِ جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ خاص طور پر تبلیغ کے میدان میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور اپنی اولادوں کی نیک تربیت کرنے کی تلقین کی اور تمام احباب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔

خداتعالیٰ کے فضل سے امسال 2500 سے زائد مردوزن نے جلسے میں شرکت کی۔ یاد رہے کہ تنزانیہ رقبے کے لحاظ سے ایک بڑا ملک ہے اور بہت دور دور کے علاقوں میں جماعتیں قائم ہیں۔ لوگ زیادہ تر غریب ہیں اور سفر کے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس غرض سے کہ افرادِ جماعت جلسے کی برکات سے مستفید ہوسکیں ان کے اپنے علاقوں میں بھی سارا سال مختلف تاریخوں میں ریجنل جلسے منعقد ہوتے رہتے ہیں اور ملکی سطح پر ماہ ستمبر میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے تو دور دراز سے بھی بہت سے لوگ قربانی کرکے دارالسلام پہنچتے ہیں اور جماعتوں کی نمائندگی ہوجاتی ہے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جلسے کی تشہیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ تنزانیہ کو الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں بھرپور کوریج ملی۔ ملک میں چھپنے والے تمام بڑے بڑے سواحیلی اور انگریزی اخبارات میں جلسے سے قبل اور بعد جلسہ کے انعقاد کی خبریں شائع ہوئیں۔ ان اخبارات میں Mwananchi, Uhuru, Nipashe, Habari Leo, Majira, شامل ہیں۔ اسی طرح ٹی وی چینلز میں ITV, Star TV, Channel 10, BBC Swahili Service, TBC اور ریڈیو چینلز جن میں BBC Radio, RFA, Radio One شامل ہیں نے خبریں نشر کیں۔ میڈیا پر بھرپور کوریج کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ جماعت احمدیہ تنزانیہ نے جلسے سے تین دن پہلے مورخہ 25 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس کی اور جلسے کے انعقاد

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ دسمبر 2012ء

انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔سینکڑوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر Weigel کی حضورانور سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو۔تقریب آمین۔

فرینکفرٹ سے روانگی اور لندن میں ورود مسعود۔

(جرمنی میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

18دسمبر 2012ء بروز منگل:

صبح سواسات بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

صبح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہوانے والی دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 162 افراد اور انفرادی طور پر 42 افراد یعنی کل 204 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب جرمنی کی درج ذیل جماعتوں سے آئے تھے۔

Giessen, Hof, Erfelden, Offenbach, Neuhot, Babenhausen, Russelheim, Marburg, Hattersheim, Kassel, Wurzburg, Weingarten, Augsburg, Seligenstadt, Florstadt, Frankfurt, Mainz, Immenshausen, Darmstadt, Badhomburg, Karlsruhe, Freinshein, Reutlinges, Wiesbaden, Pforzheim, Herborn, Koblenz, Bonn, Heidelberg, Ebingen, Trier, Nidda, Limburg

ہر ایک نے دورانِ ملاقات اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر پچیس منٹ تک جاری رہا۔

پروفیسر ڈاکٹر Weigel کی حضورانور سے ملاقات

بعدازاں ایک بجکر پچیس منٹ پر ایک مہمان پروفیسر ڈاکٹر Weigel نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

موصوف Head of Postgraduate Department ہیں۔ان کی سپیشلائزیشن Dentil Medicine میں ہے۔موصوف نے غانا میں جماعت کے تعاون کے ساتھ ڈینٹسٹری کے شعبہ میں ایک ایڈوانس کورس کا انعقاد کروایا ہے۔ اس کورس کا نام Certificate Course of Oral Implantology ہے۔اس کورس میں غانا کے علاوہ دیگر افریقن ممالک نائیجیریا اور گیمبیا سے ڈاکٹرز نے شمولیت اختیار کی۔

موصوف نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا کہ وہ اکراغانا میں جماعت احمدیہ کے مرکز میں گئے تھے اور جماعت کی activities دیکھی تھیں۔ نیز انہوں نے بتایا کہ وہ جماعت کے پروگراموں سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آجکل وہاں چائینز زیادہ سرمایہ لگارہے ہیں جو کسی بھی یورپین ملک سے زیادہ ہے۔

اس پر پروفیسر موصوف نے کہا کہ یہ بات درست ہے۔چائینز بہت زیادہ سرمایہ کاری کررہے ہیں اور وہاں کی اکانومی سنبھال رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ وہاں مختلف میدانوں میں خدمات بجالارہی ہے لیکن ہم وہاں سے کوئی سرمایہ باہر نہیں نکال رہے۔ بلکہ جو کچھ ہے وہاں کے لوگوں کی فلاح و بہبود پر ہی خرچ ہورہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں ساڑھے سات سال غانا میں رہا ہوں۔ جب منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد 2004ء میں اپنے پہلے سفر پر غانا گیا اور وہاں کے صدر مملکت سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ملتے ہی کہا [Welcome Home]

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جب صدر مملکت کے ساتھ غانا کے مختلف علاقوں اور وہاں کے سفر کے حوالہ سے بات ہوئی تو میں نے انہیں غانا کے مختلف علاقوں اور ان کے راستوں اور روٹس کے نقشہ جات وغیرہ کے حوالہ سے بتایا تو وہ کہنے لگے کہ آپ تو غانا کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ہم غانا دوبارہ بھی جائیں گے اور ان کو مزید ٹریننگ دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دانتوں کے جدید علاج کیلئے جدید مشینری ان کو مہیا کی جائے تاکہ بجائے اس کے کہ ڈاکٹر اور مریض علاج کیلئے کسی دوسرے ملک کا رُخ کریں اپنے ملک میں علاج کریں اور کروائیں۔

مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب مرحوم کے بیٹے ڈاکٹر مظفر باجوہ صاحب بھی اس ملاقات میں شامل تھے۔ موصوف نے ہی جرمنی کے ڈاکٹرز کے ساتھ مل کر غانا میں ٹریننگ کورسز شروع کروائے ہیں۔

ملاقات کے آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر مظفر باجوہ صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اب آپ نے بار بار غانا جانا ہے۔ایک تو آپ جرمن ڈاکٹرز کی ٹیم کے ممبر کی حیثیت سے جائیں گے اور دوسرا آپ نے جماعتی حیثیت سے بھی وہاں جا کر خدمت کرنی ہے۔

یہ ملاقات ایک بج کر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر مہمان موصوف نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعدازاں پونے دو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نمازِ ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق پانچ بجکر 45 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 38 فیملیز کے 184 افراد اور 25 احباب نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت پائی۔اس طرح مجموعی طور پر کل 209 افراد نے شرفِ ملاقات پایا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی درج ذیل جماعتوں سے آئی تھیں؛

Iserlohn, Freinsheim, Augsburg, Hof, Mannheim, Morfelden, Frankfurt, Offenbach, Waiblingen, Pfungstadt, Friedrichsdorf, Dieburg, Darmstdat, Friedberg, Mainz, Babenhausen, Wiesbaden, Fulda, Wurzburg, Koblenz, Raunheim, Pforzheim, Boblingen, Gross Gerau, Heilbronn, Hofheim, Hanau, Marburg, Karlsruhe, Ebingen, Calw, Frankenthal, Russelshein, Heidelburg, Bergisch Gladbach, Budingen, Giessen, Bensheim, Brunberg

ان سب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔

تقریب آمین

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے۔ پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی سے قبل تقریب آمین منعقد ہوئی۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 33 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور تقریب کے آخر پر دعا کروائی۔

آج درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو قرآن کریم سنایا؛

1۔ عزیزم عدیل احمد 2۔عزیزم عاشر رضا 3۔عزیزم عمر رشید چیمہ 4۔عزیزم ثوبان احمد 5۔عزیزم محمد خان ہنجراء 6۔عزیزم آہل آیان احمد 7۔ عزیزم دانیال بٹ 8۔ عزیزم اعتصام احمد 9۔ عزیزم روشان احمد۔ عزیزم اسدالرحمان 11۔عزیزم شرجیل احمد 12۔عزیزم سفیراللہ 13۔عزیزم معیداللہ 14۔عزیزم ذیشان جاوید 15۔ عزیزم رانا توصیف احمد 16۔عزیزم ارسلان احمد سوہل 17۔عزیزم ایقان احمد سوہل 18۔عزیزم خاقان احمد ضیاء 19۔ عزیزہ ملائیکہ ناصر 20۔ عزیزہ احمد الکافی 21۔ عزیزہ مریم احمد 22۔عزیزہ مایا عروج رفیع 23۔عزیزہ عافیہ احمد 24۔عزیزہ فیروزہ خان 25۔عزیزہ اِیشا احمد 26۔عزیزہ ایمن احمد ڈوگر 27۔عزیزہ اِفرح رفیق ڈوگر 28۔عزیزہ ایمان احسن 29۔ عزیزہ میمونہ جاذبہ ضیاء 30۔عزیزہ حفصہ چیمہ 31۔عزیزہ بارعہ ندیم 32۔عزیزہ ربیطہ قمر گل 33۔عزیزہ ثمن حبیبہ۔

ان بچوں کا تعلق جرمنی کی درج ذیل مختلف جماعتوں سے ہے؛

Gross Gerau Ost, Marburg, Fulda, Walldorf, Aachen, Pfungstadt, Lauterborn, Darmstadt, Maintal, Gross Gerau Sud, Renninghein, Ludwigshafen, Koblenz, Langen, Neuwied, Raunheim Nord, Russelheim, Erfelden, Wurzburg, Morfelden, Leeheim, Noor Mosque, Rodermark, Krainstein West, Langen

آمین کی اس تقریب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

آج جرمنی میں قیام کا آخری دن تھا۔ جماعت

جرمنی کی انتظامیہ نے ایک الوداعی عشائیہ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس میں شرکت فرمائی اور کھانے کے اس پروگرام کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

جرمنی سے روانگی اور لندن میں ورود مسعود

19دسمبر 2012ء بروز بدھ:

صبح سوا سات بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق فرینکفرٹ (جرمنی) سے لندن (برطانیہ) کیلئے روانگی تھی۔ فرنکفرٹ ریجن اور اردگرد کی جماعتوں سے احبابِ جماعت مردوخواتین، بچے، بوڑھے ایک بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کیلئے صبح سے ہی بیت السبوح کے احاطہ میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔

صبح دس بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے اور تمام احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔

بعد ازاں قافلہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ دونوں اطراف میں کھڑے احباب مردوخواتین مسلسل اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے اور محبوب آقا کو الوداع کہہ رہے تھے۔ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ جدائی کے یہ لمحات ان عشاق کیلئے بہت گراں تھے۔

فرینکفرٹ سے فرانس کی بندرگاہ Calais تک کا سفر چھ سو کلومیٹر ہے۔راستہ میں ملک بیلجیئم سے گزرنا پڑتا ہے۔ جرمنی میں 280 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ملک بیلجیئم میں داخل ہوئے اور بیلجیئم میں مزید 160 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قریباً پونے دو بجے، پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق موٹروے پر Pauzo نامی ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کیلئے قافلہ رُکا۔ جماعت جرمنی سے خدام کی ایک ٹیم قافلہ کے یہاں پہنچنے سے قبل ہی کھانے اور نمازوں کی ادائیگی کے انتظامات کیلئے اس جگہ پہنچی ہوئی تھی اور قافلہ کی آمد سے قبل تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔

دو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ریسٹورنٹ سے باہر ایک کھلے لان میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔

یہاں سے آگے روانگی سے قبل حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جرمنی سے ساتھ آئے ہوئے احباب کو شرفِ مصافحہ سے نوازا۔

امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی مکرم حیدرعلی ظفر صاحب، جنرل سیکرٹری مکرم الیاس احمد مجوکہ صاحب ، اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری صاحب مکرم عبداللہ سپراء صاحب اور مکرم صدر خدام الاحمدیہ نے اپنے خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں تین بجکر پندرہ منٹ پر یہاں سے روانگی ہوئی اور فرانس کی بندرگاہ Calais کی طرف سفر جاری رہا اور ملک بیلجئم میں مزید نصف گھنٹہ کا سفر طے کرنے کے بعد بیلجئم کا بارڈر عبور کر کے ملک فرانس میں داخل ہوئے۔ یہاں سے Calais کا فاصلہ 95 کلومیٹر ہے۔

ساڑھے چار بجے چینل ٹنل (Channel Tunnel) آمد ہوئی۔ جرمنی سے ساتھ آنے والے احباب اور خدام کی سیکیورٹی ٹیم حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو چینل ٹنل تک چھوڑنے اور رخصت کرنے اور الوداع کہنے کیلئے قافلہ کے ساتھ ہی رہی۔اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہاں سے لندن کیلئے رخصت کر کے واپس فرنکفرٹ (جرمنی) کیلئے روانہ ہوئے۔

پاسپورٹ، امیگریشن اور دیگر دستاویزات کی کلیئرنس کے بعد قافلہ کی گاڑیاں مخصوص پارکنگ ایریا میں آکر رُکیں۔ ٹرین کی روانگی میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت کچھ دیر کیلئے گاڑی سے باہر تشریف لائے۔

ساڑھے پانچ بجے قافلہ کی گاڑیاں ٹرین میں بورڈ (board) ہوئیں۔ ٹرین اپنے وقت پر پانچ بجکر پچاس منٹ پر Calais سے برطانیہ کے ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوئی۔قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد ٹرین چینل ٹنل کراس کر کے Dover کے قریب برطانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئی اور اپنے مخصوص سٹیشن پر رُکی۔قریباً دس منٹ کے وقفہ کے بعد فرانس کے وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے اور برطانیہ کے وقت کے مطابق ساڑھے پانچ قافلہ کی گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

مکرم امیر صاحب یو۔کے، مکرم مبلغ انچارج صاحب یو۔کے، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص مع سیکورٹی ٹیم اور دیگر جماعتی عہدیداران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد سات بجے شام مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا جہاں احباب جماعت مردو خواتین کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

اس طرح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ انتہائی بابرکت دورہ جو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت وعافیت اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم
از صفحہ نمبر 17

حالت تو غیر تھی مگر خاندان حضرت اقدس کا صبر، بہت ہی صبر جمیل دیکھنے میں آیا۔ اس کے بعد بس تجہیز وتکفین کا بندوبست ہونے لگا۔طلباء بھی باقی لوگوں کی طرح اب آپ کی میت کو کمرے میں دیکھنے جاتے ،اور آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کرتے۔چنانچہ شام کو عصر کے وقت آپ کا جنازہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر بہشتی مقبرہ میں اندر والے حصہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ ہمیں بھی اس وقت یہ سعادت ملی کہ ہم حضور کے ساتھ کھڑے تھے اور محترم میر صاحب کی لحد میں مٹی ڈال رہے تھے۔بس جب حضور نے دعا کرائی ،طلباء کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور طلباء اس قدر روئے کہ مَیں اپنے الفاظ میں یہ بیان بھی نہیں کرسکتا۔خود میری حالت بھی بہت غیر تھی، وہاں پر جو بزرگ احباب اور خاندان حضرت اقدس کے لوگ موجود تھے ہمیں دلاسے بھی دے رہے تھے۔ مگر آنسو تھے کہ امنڈتے ہی چلے جارہے تھے۔الفضل نے اس اندوہناک واقعہ کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ:

''یوں تو سبھی قلوب غم واندوہ سے لبریز تھے لیکن بالخصوص جامعہ احمدیہ کے طلباء واساتذہ پر رقت وسوز کی جو کیفیت طاری تھی الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی''۔
(الفضل 27اپریل 1973ء)

ہم روزانہ بہشتی مقبرہ جاتے اور آپ کے مزار پر دعا کرتے۔

یہ 25/اپریل 1973ء کی بات تھی۔ اور ہماری کلاس آپ کی آخری کلاس تھی۔ہم نے 3،4دن بعد جامعہ احمدیہ سے فارغ ہوکر میدان عمل میں جانا تھا۔اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کو جو مفتی سلسلہ بھی تھے جامعہ کا پرنسپل مقرر کردیا۔ چنانچہ ۲۔۳ دن بعد پرنسپل صاحب کے دفتر میں ہمیں الوداعیہ دیا گیا۔محترم ملک سیف الرحمان صاحب نے فرمایا، کتنا اچھا ہوتا اگر آج خود میر داؤد صاحب آپ کی کلاس کو یہ الوداعیہ دیتے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کی تقدیر پر سب راضی تھے۔لیکن دلوں میں جو آپ کی محبت تھی اور آپکے اخلاق حمیدہ کے جو نقوش تھے،وہ انمٹ ہیں۔

اس دوران جامعہ احمدیہ کے ہال میں آپ کی وفات پر جامعہ کے اساتذہ اور طلباء نے ریزولیوشن بھی پاس کیا۔ اس میں صاحب صدر نے طلباء اور اساتذہ کو دعوت دی کہ وہ سٹیج پر آکر آپ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔طلباء آتے اور خاموش کھڑے رہ کر اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہوئے چلے جاتے۔اور کسی میں بولنے کی کچھ بھی ہمت نہ تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے ایک پروفیسر حضرت ماسٹر عطاء محمد صاحب آئے ، کیا بتاؤں کہ انہوں نے آپ کی شان میں ایک نظم کہی ،جس کا عنوان غالباً ''بلبل'' تھا کہ آپ اس جامعہ کے باغ کی بلبل اور رونق تھے۔آپ روتے بھی جاتے تھے اور نظم بھی سناتے جاتے۔اللہ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

الفضل میں آپ کے اوصاف حمیدہ کے بارے میں بہت سے بزرگوں نے مضامین لکھے جو پڑھنے کے قابل ہیں۔محترم پروفیسر نصیر خان صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار ''واہ میر صاحب'' کے عنوان سے کیا۔اس کا کچھ حصہ یہاں نقل کرتا ہوں کہ مجھے بہت پسند ہے۔

''وہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق سمجھنے اور کہنے والے تھے۔ان کی نیکی کا تصور مثبت تھا۔اللہ سے ان کی صلح اور شیطان سے ان کی جنگ تھی......وہ اچھے منتظم سے زیادہ، کہیں زیادہ اچھے انسان تھے۔خوش خلق، ہمدرد، غمگسار و دوست نواز، انکا سلیقہ، انکا رکھ رکھاؤ، ان کی سوجھ بوجھ، ان کا تصور حسن، زندگی سے انکی محبت کے آئینہ دار ہیں...... ایسے قانع، ایسے بہادر، ایسے نڈر کم دیکھنے میں آتے ہیں۔وہ گوشت پوست کے چلتے پھرتے ،کھاتے پیتے انسان تھے، ہنسنے ہنسانے والے، اچھی بات پر خوش ہونے والے اور بری بات سے بیزاری کا اظہار کرنے والے۔مکروہ کو دیکھ کر کراہت کرنے والے اور نجس پر نفرین کرنے والے۔ موجودہ دور کے اخلاقی کوڑھ یعنی منافقت سے انکا دامن پاک تھا۔ اگر وہ خوش تھے تو خوش تھے اگر ناراض تھے تو ناراض۔انہوں نے ریاء کے بدلے صدق اور وفا کی۔محبت کی۔ان کی دلداری وغم گساری کی مگر آخر میں اپنی جواناں مرگ سے دوستوں کے دل کا چین چھین لے گئے۔''
(الفضل 28/اپریل 1973ء)

بہت خوب لکھا اور حق لکھا۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

میرا خدا آپ پر بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی مغفرت کی چادر میں آپ کو لپیٹ لے۔

اگرچہ یہ سب چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن میرے لیے ان سب میں سبق پنہاں ہیں۔ایک عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ دل پر نقش ہیں کیونکہ آپ کی شخصیت ہی ایسی دلربا تھی، آپ کی باتیں ہی ایسی اثر کرنے والی تھیں کہ کوشش کرنے سے بھی یہ باتیں بھولائی نہیں جاسکتیں۔آخر میں، میں وہ خط نقل ضرور کرتا جو آپ درجہ شاہد کے دوران تعلیم مکمل کرنے سے متعلق طلباء کو تحریر کرتے تھے۔لیکن وہ سیرت داؤد میں پہلے سے شائع شدہ ہے۔(صفحہ 73 تا 76)

محترم میر داؤد صاحب یہ خط خود تحریر کرواتے پھر ان کی نقلیں بنوا کر ہر طالبعلم کا نام لکھ دیتے تھے۔ یہ خط آپ نے 12/ستمبر 1972ء کو لکھوا کر ہمیں دیا۔ اور میرے پاس خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی اصل کاپی آج بھی موجود ہے، کیونکہ آپ نے اپنے خط میں لکھا:

''منسلکہ ہدایات علیحدگی میں یکسوئی سے کم از کم تین دفعہ مطالعہ کریں اور انہیں اپنے پاس محفوظ رکھیں اور گاہے گاہے استحضار کیا کریں۔''

محترم میر داؤد احمد صاحب مرحوم کو اس عالم فانی سے رخصت ہوئے قریباً 40 سال کا لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔مگر آپ کی یاد اور آپ کی شخصیت دل میں آج بھی زندہ ہے۔ اور آپ کے ایک نالائق شاگرد کی حیثیت سے آپ کے لئے ہمیشہ دعا کی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ نے جامعہ کے طلباء کو جو پیغام دیا خدا تعالیٰ مجھے بھی اس پر زندگی کے آخری لمحات تک عمل کرنے کی توفیق دے اور وہ پیغام یہ تھا

''اسلام کی فتح اور کامیابی کے لیے تمہارے خون کی ضرورت ہے، مجھے امید ہے کہ تم اس کے لئے ہمیشہ تیار اور آمادہ رہوگے''۔ سید داؤد احمد

خلافت کے ساتھ محبت اطاعت اور فدائیت کے بارے میں آپ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع 1962ء میں یہ فرمایا:

''ہم سب اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک تنظیم کی کڑی میں پروئے گئے ہیں یہ کوئی دنیوی تنظیم نہیں بلکہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ نے ہمیں ایک خاص مقصد کے لئے کھڑا کیا ہے یہ خوش قسمتی اس وقت کسی دوسری قوم یا کسی اور جماعت کو حاصل نہیں۔اگر ہم اس پر شکر کے سجدے کرتے ہوئے اپنی ناک بھی گھسا دیں تو بھی کم ہوگا اس لئے ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ہمارا فرض ہے کہ حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور ہر ارشاد کو پورا کرنے کے لئے تیار رہیں۔''
(سیرت داؤد صفحہ 106-107)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی محبتوں، شفقتوں اور حسن سلوک کے بارے میں

چند ذاتی یاد داشتیں

(سید شمشاد احمد ناصر لاس اینجلس امریکہ)

مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ لاس اینجلس امریکہ کا حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی سیرت اور ذاتی یادداشتوں پر مشتمل مضمون ہدیہ قارئین ہے۔آپ نے یہ مضمون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھجوایا تھا۔حضور انور نے اسے شائع کروانے کا ارشاد فرمایا نیز حسب ذیل نہایت اہم اور زرّیں ارشاد بھی اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا:
''صرف آپ سے تعلق نہیں بلکہ آج جامعہ کے اساتذہ ،طلباء ،مربیان ،واقفین زندگی سب کے لئے لائحہ عمل ہے۔اللہ تعالیٰ میر صاحب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔'' (مدیر)

دنیا میں انسان مختلف سعادتوں کے پانے پر خوش ہوتا ہے۔ مجھے بھی اپنی زندگی کی سب سے اہم سعادت، اپنے آپ کو اسلام و احمدیت کے لئے وقف کرنے کی ملی اس پر جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اس سعادت کے طفیل مجھے دین و دنیا میں سب کچھ ملا ہے۔فالحمدللہ علی ذلک۔

وقف کرنا تو شائد آسان ہو،مگر وقف نبھانا اور وقف کے تقاضے پورے کرنا بہت مشکل کام ہے۔اور خصوصیت سے ایسے انسان کے لئے جس کا دینی علم کچھ نہ ہو، خاندانی خدمات نہ ہوں، اور ایک گاؤں سے اٹھ کر جہاں پر احمدیت کی تعلیم کا کچھ پتہ نہ ہو، مزید مشکلات کا سامنا پیدا کر دیتا ہے لیکن یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی موقوف ہے اور اسی قسم کے میرے بھی حالات ہیں۔

مَیں نے دسویں تو رو دھو کر پاس کر لی تھی ۔ یہ مَیں نے اس لیے لکھا کہ آٹھویں جماعت کے بعد اگلے سال ہی مَیں نے دسویں کا امتحان دے دیا تھا۔سکول میں بعض وجوہات کی بنا پر داخلہ نہ مل سکا تو دسویں کا امتحان پرائیوٹ طور پر دیا اور تین مضامین میں کمپارٹمنٹ آ گئی۔نتیجۃً جامعہ میں داخلہ کے لئے وقت پر نہ پہنچ سکا اور تینماہ لیٹ ہو گیا۔

کمپارٹمنٹ کا امتحان دے کر ہی جامعہ میں چلا گیا۔ ابھی رزلٹ نہ آیا تھا۔محترم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم (اللہ ان کے بے حساب درجات بلند کرے اور اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے پیاروں کے ساتھ انہیں جگہ دے۔) کی شفقتوں اور مہربانیوں کا سلسلہ یہاں سے ہی شروع ہو گیا۔

٭……یہ سو فیصد درست ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا۔اس میں نہ شک ہے، نہ شک ہوگا، نہ ہی شک کی گنجائش ہے۔ لیکن جہاں تک وسائل اور دنیوی تدابیر کا تعلق ہے وہ بھی انسان سے ہی وابستہ ہیں ۔چنانچہ پہلی شفقت تو محترم میر داؤد صاحب نے یہ فرمائی کہ جامعہ احمدیہ میں خاکسار کا داخلہ بغیر رزلٹ آئے ہی کر لیا۔ پھر جامعہ میں داخلہ کے لئے جیسا کہ مروّجہ طریق ہے کہ خصوصاً پاکستان میں کہ داخلہ کے لئے انٹرویو ہوتا ہے جس میں جامعہ کے اساتذہ کرام اور جماعت کے بڑے بڑے جیّد علماء طالبعلم کا انٹرویو لیتے اور اس کی دینی تعلیم ،رجحان اور اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرتے ہیں ۔جن دنوں خاکسار جامعہ میں داخل ہوا جامعہ کے بزرگ اساتذہ اور جیّد علماء کی ایک بڑی ٹیم ہوا کرتی تھی اور وہ انٹرویو لیتے تھے۔جن میں حضرت ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم ، مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم ، مکرم سید میر محمود احمد صاحب (اللہ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے) ، وکیل التعلیم صاحب اور مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم ، مولانا ابو العطاء صاحب مرحوم، مولانا قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم ، مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم، مکرم قریشی نور الحق تنویر صاحب مرحوم اور حکیم مولوی خورشید احمد مرحوم ، اور بہت سے دیگر بزرگ اور اساتذہ کرام ہیں۔

جب مَیں تین ماہ لیٹ آیا تو داخلے تو ہو چکے تھے، لیکن خاکسار کو پھر بھی جامعہ میں داخل کر لیا گیا۔ابھی غالبًا ایک ماہ بھی نہ گزرا ہوگا کہ ایک دن ممہدہ کی کلاس میں مکرم سلیم صاحب محترم پرنسپل میر داؤد احمد صاحب کی طرف سے ایک رقعہ لے کر آئے جو کلاس کے استاد کے نام تھا کہ شمشاد کو جو نئے طالبعلم آئے ہیں دفتر پرنسپل میں بھیجا جائے۔میرا یہ پہلا موقعہ تھا پرنسپل صاحب کے دفتر میں جانے کا۔چنانچہ ڈرتے ڈرتے داخل ہوا۔میرے السلام علیکم کہنے کے بعد وعلیکم السلام کہتے ہوئے آپ نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا اور کرسی پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ مجھے کوئی دفتری آداب سے بھی واقفیت نہ تھی۔انتہائی دیہاتی ماحول سے اٹھ کر آیا تھا۔خیر آپ نے میرا نام پوچھا،مَیں نے بتایا۔ابّا کا نام پوچھا۔کہا کہ سید شوکت علی ۔ پوچھنے لگے کہ تم جامعہ میں آئے ہو مَیں نے تمہارا انٹرویو لینا ہے۔ مجھے کچھ خوف سا ہوا کہ پتہ نہیں اب انٹرویو میں کیا ہوگا۔

آپ نے پوچھا کہ تمہیں سورۃ فاتحہ آتی ہے؟مَیں نے کہا جی آتی ہے،فرمایا سناؤ۔خاکسار نے سورۃ فاتحہ سنادی۔ فرمانے لگے اس کا ترجمہ بھی آتا ہے؟ خاکسار نے عرض کی کہ ترجمہ سیکھنے کے لئے ہی تو مَیں جامعہ میں داخل ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ پھر ترجمہ سیکھنا ہے؟مَیں نے کہا جی ہاں۔ پکّی بات ہے۔عرض کی پکّی بات ہے۔آپ نے فرمایا کہ جاؤ کلاس میں۔

یہ تھا میرا انٹرویو۔اگر فل بنچ انٹرویو لیتا، تو مجھے تو کامل یقین ہے کہ شائد ہی پاس ہوتا۔مگر قربان جاؤں میر صاحب کی شفقت کا کہ آپ نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہ بڑے انٹرویو کے قابل نہیں ہے بیچارے پر اتنا بوجھ کیوں ڈالا جائے۔اور سورۃ فاتحہ سن کر ہی جامعہ میں داخلہ دے دیا۔ بعد میں ایک موقع پر محترم میر داؤد صاحب نے خاکسار کو اس انٹرویو کی تفصیل بھی سنائی۔فرمانے لگے کہ وکیل التعلیم کی طرف سے بار بار اصرار ہو رہا تھا کہ قواعد و ضوابط کے تحت علماء کی پوری ٹیم بلائیں اور نئے داخل ہونے والے طالبعلم کا انٹرویو لے کر داخلہ کے کاغذات مکمل کریں، جب وکیل التعلیم صاحب کی طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو مَیں نے کہا کہ ایک بچے کے لئے اتنا بڑا بورڈ بٹھانے کی بجائے اگر مَیں ہی پرنسپل کے طور پر اس کا انٹرویو لے لوں تو ٹھیک رہے گا۔اس پر وکیل التعلیم صاحب نے اثبات میں جواب دیا اور مَیں نے تمہارا انٹرویو لے کر تمیں جامعہ میں داخل کر لیا۔فالحمدللہ علی ذلک۔

٭……میر داؤد احمد صاحب مرحوم جامعہ کے طلباء کے لئے بہت بڑے محسن اور شفیق باپ کی طرح تھے۔آپ کو جامعہ کے طلباء کی عزت ، احترام ،خودداری، تعلیم ، ان کے اندر خلافت کی محبت ،اور تبلیغ کا جذبہ پیدا کرنے کی ہر وقت لگن رہتی تھی۔ نیز انہیں سخت جان بنانے ، انہیں زندہ دل اور ان کے اندر مزاح پیدا کرنے کی کوشش رہتی تھی اور یہ سب کچھ تربیت کا حصہ تھا۔آپ نہ صرف یہ کہ ان امور کی طرف توجہ کرتے اور توجہ دلاتے بلکہ ان کا تعلق باللہ بڑھانے کی طرف بھی پوری توجہ فرماتے مثلاً ہمیں حکم تھا کہ ہر جمعہ کو مسجد میں جمعہ شروع ہونے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے پہنچنا چاہئے تا کہ نوافل اور سنتوں کی ادائیگی بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ ہو اور ہمیں یہ بھی ہدایت ہوئی کہ نوافل اور سنّتوں میں بڑی بڑی سورتیں مثلاً سورۃ یاسین اور سورۃ رحمان کی تلاوت کی جائے تا کہ ان سورتوں کے مضامین بھی مستحضر رہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی کہ ہر جہت سے یہ طالبعلم جامعہ سے فارغ ہو کر احمدیت وخلافت کا جانثار مبلغ و مربی بنے۔ اس سلسلہ میں آپ کی شفقت ، محبت اور احسان کے چند واقعات بھی لکھتا ہوں۔

آپ کی شفقتوں کے متفرق واقعات

٭……ایک دفعہ پاکستان میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی۔آپ نے جامعہ کے طلباء کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر طلباء کو ہیضے کے ٹیکے لگوانے کا انتظام فرمایا اور مکرم عبدالجبار صاحب مرحوم جوان دنوں فضل عمر ہسپتال میں نرس کے فرائض بجالاتے تھے۔وہ طلباء کو انجکشن لگانے کے لئے جامعہ تشریف لائے۔ایک دن پہلے ہی نوٹس بورڈ پر اعلان محترم میر داؤد صاحب نے لگا دیا کہ کل آخری پیریڈ میں سب طلباء ہال میں جمع ہو جائیں ٹیکے لگیں گے، ہر طالبعلم ٹیکہ لگوائے۔خاکسار کی تو ٹیکے سے جان نکلتی ہے، ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے انجکشن لگوانا ممکن نہ تھا، خیر جب طلباء ہال میں ٹیکے کے لئے جمع ہوئے تو کسی طرح خاکسار کھسک گیا، اور ہوسٹل چلا گیا، مجھے معلوم نہ تھا کہ ہر طالبعلم کا حساب کتاب بھی ہو رہا ہے یعنی ایک رجسٹر میں باقاعدہ کلاس وائز نام لکھے جا رہے ہیں۔محترم میر صاحب کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ طالبعلم کھسک جاتے ہیں، ہم نے تو شکر بھی کیا اور خیر بھی منائی کہ چلو انجکشن کی تکلیف سے نجات ملی۔ مگر کہاں؟ اگلے دن جامعہ گیا تو نوٹس بورڈ پر ان سب طلباء کے نام لکھے ہوئے تھے جنہوں نے انجکشن نہ لگوایا تھا اس ہدایت کے ساتھ کہ آج پھر آخری پیریڈ میں ہال میں ان سب طلباء کو ٹیکہ لگایا جائے گا جو کل حاضر نہ تھے۔ چنانچہ سارا وقت انجکشن کا خیال کر کے بازو میں درد ہوتا رہا۔اور تکلیف کے احساس سے اس دن پڑھائی بھی دلجمعی سے نہ ہو سکی۔ خیر خدا خدا کر کے ہال میں داخل ہوئے اس دن محترم میر صاحب خود بھی ہال میں موجود تھے ۔ باقی طلباء کا مجھے کچھ پتہ نہیں لیکن جب میرا نام پکارا گیا تو میرا چہرہ زرد تھا۔محترم میر صاحب نے بھانپ لیا۔ میری طرف بڑھے میرا بازو پکڑا اور فرمانے لگے کہ کل کیوں نہ لگوایا؟ مَیں کھڑا ہو گیا۔ عرض کی سچ سچ بتاؤں ۔کہنے لگے ہاں۔مَیں نے کہا کہ انجکشن سے ڈر لگتا ہے۔ کہنے لگے بس! مَیں نے کہا ہاں، مسکرا کر فرمانے لگے کہ اگر تمہیں فلاں جگہ بھجوا دیا گیا پتہ ہے وہاں کس طرح ٹیکے لگتے ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا اور میرا بازو پکڑ کر میرے ساتھ عبدالجبار صاحب کے پاس لے گئے اور قربان جاؤں اس شفقت کے۔ دعا کرتے رہے اور دعا کر کے پھر دم کرتے رہے اور اس دوران عبدالجبار صاحب نے اپنا کام کر دیا یعنی ٹیکہ لگا دیا۔

٭……جامعہ کی تعلیم کے دوران مجھے ذاتی کام کے لئے قرضہ کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ ابا جان کیطرف سے ابھی رقم نہیں ملی تھی ، انہیں خط بھی لکھتا تو تین چار دن میں چنی گوٹھ ضلع بہاولپور پہنچنا تھا پھر ابا جان رقم بھجواتے تو اس میں بھی 4۔5 دن لگ جانے تھے۔ خیر بڑی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ پرنسپل صاحب کو قرضہ کی درخواست دیتے ہیں، اور قرضہ کی درخواست لکھ کر پرنسپل کے ڈبہ میں ڈال دی۔ اگلے دن ایک بند لفافہ سلیم صاحب کارکن جامعہ احمدیہ نے خاکسار کو دیا، کھولا تو انہوں نے عاجز کو ایک نہایت پیاری عمدہ دعا پڑھنے کی تحریک کی تھی کہ یہ دعا کثرت اور توجہ سے پڑھا کریں۔''اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُو فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طُرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ''۔ترجمہ:''اے اللہ مَیں تیری رحمت کا طلبگار ہوں پس تو کبھی بھی ایک لحظہ کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔اور میرے سارے کام خود ہی درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دعا نے ایسا کام کیا کہ اس دن کے بعد سے آج تک لبوں پر جاری رہتی ہے اور خدا تعالیٰ خود غیب سے میرے سارے کام کر دیتا ہے۔الحمدللہ علی ذلک۔

کہاں وہ ادارے جہاں دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دیتے ہیں اور بھیک مانگنا سکھاتے ہیں، جن سے ان کی خودداری ،عزت نفس کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔کہاں خدا کا یہ مسیح اور اس کے یہ پروانے اور اساتذہ جو نہ صرف ان کے اندر جذبہ خودداری پیدا کرتے ہیں بلکہ اپنی تمام تر حاجات کا منبع و سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات کو ہی سمجھتے ہیں۔

٭……جامعہ کے طلباء ہر سال مسجد مبارک میں اعتکاف کرتے تھے خصوصاً آخری کلاسوں کے طلباء ۔ خاکسار نے بھی ایک سال جامعہ کے ابتدائی سالوں میں اعتکاف کیا۔گرمی کے دن تھے، محترم میر صاحب کے گھر سے آپ کی اہلیہ حضرت سیدہ آپا امۃ الباسط صاحبہ مرحومہ طلباء کے لئے روزانہ ہاتھ کی مٹھائی اور سموسے وغیرہ بنا کر بھجواتی تھیں۔ابھی اعتکاف پر شائد دو تین دن ہی گزرے ہوں گے کہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح الثالث نے خطبہ جمعہ میں کچھ اس قسم کی ہدایات دیں کہ بعض لوگ ''دعا گو'' بنے ہوتے ہیں، ان کے پاس لوگ کھانے پینے مٹھائیاں لے کر دعا کرنے کے لیے آتے ہیں اور ایک قسم کی یہ بدعت بنتی جا رہی ہے اس لیے مَیں ان باتوں سے منع کرتا ہوں ۔ (اس قسم کی ہی نصیحت و ہدایت تھی جسے میں نے اپنے الفاظ میں لکھ دیا ہے)۔خیر شام کو افطاری کے وقت محترم میر صاحب کے گھر سے حسب سابق مٹھائی اور سموسوں کی افطاری آئی، خاکسار نے فوراً واپس کر دی کہ مَیں نہیں لوں گا اور نہ یہ کھاؤں گا۔نماز عشاء پر محترم میر صاحب میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ آپ نے مٹھائی کیوں واپس بھجوا دی، میں نے عرض کی کہ آپ نے

آج حضور کا خطبہ نہیں سنا؟ کہنے لگے سنا تھا میں نے کہا حضور نے فرمایا تھا کہ لوگ دعا گو بنے ہوئے ہیں اور مٹھائیاں وغیرہ ان کے ٹینٹوں میں لوگ دے جاتے ہیں، اس وجہ سے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ حضور کی حکم عدولی ہو۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس وجہ سے خطبہ دیا گیا ہے تم ایسے لوگوں میں سے نہیں ہو۔ اور نہ ہی خدا تمہیں کرے۔ تمہارے ساتھ میرا رشتہ باپ بیٹوں جیسا ہے۔ میں نے عرض کی مجھے تو بہرحال صحیح صورت کا علم نہیں جو حضور نے فرمایا میں نے کر دیا۔ اگر آپ یہ فرماتے ہیں تو ٹھیک ہے کل سے بھجوا دیں۔

محترمہ بی بی امتہ الباسط بیگم صاحبہ (بی بی باچھی) کی منجملہ خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ہر سال ان تمام طلباء کو جو اعتکاف بیٹھتے تھے ان کے لئے بلا ناغہ گھر سے کھانے پینے کی اشیاء اور مٹھائیاں وغیرہ بھجواتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان پر بھی رحمتوں کی چادر ڈالے۔ اور انہیں بھی پیاروں میں جگہ دے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا وَادخِلْھَا فِی عِلِّیِّیْن۔

✿......آپ جلسہ سالانہ کے بھی افسر ہوتے تھے۔ بڑی مصروفیات کا عالم ہوتا تھا اور ایسے میں بھی آپ طلباء جامعہ کا خیال رکھتے تھے۔ جلسہ سالانہ چونکہ دسمبر کے آخری دنوں میں ہوتا تھا۔ اس لئے جلسہ کے اختتام اور نئے سال کے شروع میں ایک دو سال کے لئے آپ نے جامعہ کی آخری کلاس کے طلباء کو مری (Murree) وغیرہ Snow Fall دیکھنے کے لئے بھجوانا شروع کیا۔ غالباً ہماری کلاس سے دو سال پہلے والے طلباء گئے تھے۔ تو جس سال ہماری باری آنی تھی ہم سب بڑے خوش کہ ہمیں بھی اب پرنسپل صاحب مری وغیرہ میں سنو فال دیکھنے کے لئے بھجوائیں گے، خدا خدا کر کے وہ دن آیا۔ ہمیں اطلاع ملی کہ سب طلباء جامعہ کی ٹک شاپ پر جمع ہو جائیں۔ ہم سب بہت خوش تھے کہ بس اب کل کو چناب ایکسپریس پر ہم جا رہے ہیں سنو فال دیکھنے کے لئے۔ چنانچہ عصر کے وقت سب طلباء ٹک شاپ پر جمع ہو گئے اور محترم پرنسپل صاحب بھی تشریف لے آئے۔ طلباء میں رشید ارشد صاحب، سمیع اللہ زاہد صاحب، سجاد صاحب، مرزا محمود صاحب، زکریا خان صاحب، سلمان صاحب، مفتی احمد صادق صاحب، انعام الحق کوثر صاحب، شریف احمد صاحب، عبدالستار خان صاحب (یہی نام اس وقت یاد ہیں) اور دیگر ساتھی تھے۔ جب چائے وغیرہ پی چکے تو محترم میر صاحب نے فرمایا کہ بچو اس سال میں تمہیں سنو فال دیکھنے کے لئے نہیں بھجوا سکتا، یہ بات بجلی کی طرح ہم پر گری۔ بس پھر کیا تھا یہ اوپر والے مذکورہ طلباء نے محترم پرنسپل صاحب کو بار بار اصرار کیا کہ ہم تو جائیں گے۔ وہ نظارہ قابل دید تھا جس طرح بچے باپ کے ساتھ پیار و محبت میں ضد کرتے ہیں۔ طالبعلم ضد بھی کر رہا ہے اور اصرار بھی کر رہا ہے کہ نہیں جو کچھ بھی ہو ہمیں ضرور بھجوائیں۔ پرنسپل صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس دفعہ فنڈز نہیں ہیں وغیرہ۔ اپنی مجبوریاں بیان کئے جا رہے ہیں اور ہم ہیں کہ مجبوریوں کو خاطر میں نہیں لا رہے۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا اور میر صاحب نے کہہ دیا کہ اس سال نہیں بھجوا سکتا۔ سب خاموش ہو گئے۔ خاکسار نے سکوت توڑا اور طلباء ساتھیوں سے کہا کہ اگر مَیں پرنسپل ہوتا تو تمہیں ضرور بھجوا دیتا۔ میر صاحب نے میری طرف دیکھا، پوچھا: کیا کہا ہے؟ مَیں نے کہا جی! اگر مَیں پرنسپل ہوتا تو سب کو سنو فال دیکھنے کے لئے بھجوا دیتا۔ میر صاحب فرمانے لگے کہ چلو اچھا تمہیں ایک گھنٹہ کے لئے پرنسپل بنا دیتا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ ایک گھنٹے میں تو ہم سٹیشن تک بھی نہ پہنچ پائیں گے! بس اس پر زوردار قہقہہ بلند ہوا سب مسکرانے لگے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

✿......جس سال امریکہ کا خلائی جہاز چاند پر گیا ہے تو اخبارات میں یہ خبریں بھی آنے لگیں کہ اس سال لوگ بھی چاند پر جاسکیں گے۔ مَیں نے بھی ایک ایسی ہی خبر پڑھی اور پڑھ کر پرنسپل صاحب کے نام درخواست یوں لکھی کہ: عرض ہے کہ مجھے یہ خبر سن کر نہایت خوشی ہوئی ہے کہ انسان جولائی تک چاند پر پہنچ جائے گا۔ مَیں اس دفعہ گرمیوں کی چھٹیاں چاند پر گزارنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر دل نہیں لگتا۔ اس لئے براہ کرم چاند پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جاوے، عین نوازش ہوگی۔

سید شمشاد احمد ناصر۔ درجہ ثانیہ

28/5/69

اگلے دن لفافہ میں میرے نام خط کا جواب پرنسپل نے دیا۔ اسی خط پر ایک حاشیہ پر لکھا:

واپس ”ہمارے ایک عزیز تھے انہوں نے اپنے والد سے اصرار کیا کہ مجھے ہوائی جہاز اڑانے کا شوق ہے مجھے اس کی ٹریننگ دلوا دیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلے زمین پر چلنا سیکھو۔ سو اگر زمین پر جہاں رنگا رنگ کہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں آپ کا دل نہیں لگتا تو چاند جہاں سوائے پتھروں اور ریت کے کچھ نہیں دل کیسے لگے گا؟ سوائے اس کے کہ ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو“۔ دستخط (سید داؤد احمد)

اب دیکھیں میر صاحب مرحوم نے یہ نہیں لکھا کہ شمشاد تم نے یہ کیسی بے وقوفی کی درخواست دی ہے۔ نہ ہی جھڑکا اور نہ ہی ناراض ہوئے بلکہ خود بھی محظوظ ہوئے اور مجھے بھی ایسا جواب لکھا جس میں نصیحت تھی۔

عاجزی وانکساری

ایک دفعہ باہر سے ایک غیر ملکی مہمان آپ سے ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے دفتر میں آپ سے ملاقات کی۔ ملاقات کرنے کے بعد جب آپ انہیں باہر چھوڑنے آئے تو عین اس وقت گھنٹی بجی اور اساتذہ اور طلباء اپنی کلاسوں سے باہر نکلے تاکہ اپنی اپنی دوسری کلاسوں میں جاسکیں۔ اتفاقاً خاکسار اور چند اور طلباء بھی باہر نکلے اور وہاں ہی ہمارے پیارے استاد جناب میر محمود احمد ناصر صاحب بھی آگئے تو محترم پرنسپل صاحب نے میر محمود صاحب کا تعارف کرایا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ مہمان نے پوچھا کہ آپ میں سے بڑا کون ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ ”علم میں یہ بڑے ہیں۔ عمر میں مَیں بڑا ہوں“۔

✿......ایک دفعہ مسجد مبارک میں اعتکاف کیا، تو جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں کہ آپ کی اہلیہ محترمہ آپا سیدہ امتہ الباسط صاحبہ ہمارے لئے افطاری کے وقت خود تیار کر کے مٹھائیاں بھجواتی تھیں بلکہ مٹھائی کے علاوہ اور بھی کچھ مزیدار چیزیں ساتھ آتی تھیں۔ ایک دن نماز عشاء کے بعد محترم میر صاحب مرحوم ومغفور خاکسار کے پاس آئے اور پوچھا شمشاد اعتکاف کیسا گزر رہا ہے؟ عرض کی کہ اعتکاف تو ٹھیک گزر رہا ہے لیکن مجھے ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے ذرا دقّت محسوس کر رہا ہوں۔ پوچھنے لگے کہ وہ کیا؟ عرض کی کہ لسّی پینے کی بیماری ہے۔ مَیں چائے کا عادی نہیں ہوں اور آجکل گرمی بھی بہت ہے، لسّی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ بس یہی بات ہوئی۔ اگلے دن صبح ہی صبح ٹھیک سحری کے وقت سید قمر سلیمان احمد صاحب (حضرت میر صاحب کے بڑے صاحبزادے) میرے لئے روزانہ گھر سے بڑی مزے دار لسّی لے کر آتے رہے۔ اور پھر بقیہ ایّام میں ہر روز ایسا ہی ہوتا رہا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ڈسپلن کی پابندی

✿......آخری کلاس یعنی درجہ سادسہ میں محترم میر صاحب ڈسپلن کی بڑی سختی فرماتے تھے۔ ہمیں حکم تھا کہ وقت پر جامعہ آنا ہے۔ کلاس میں خود اپنی حاضری لگانی ہے۔ اور کلاس کے طلباء نے باری باری پڑھانا بھی ہے اور درس بھی دینا ہے۔ اور اس کی روزانہ ڈائری بھی لکھنی ہے۔ اور ڈائری لکھ کر روزانہ ہی پرنسپل صاحب کو دینی ہے، محترم پرنسپل صاحب ڈائری چیک کرتے۔ ہر ایک کی ڈائری پر نوٹ تحریر فرماتے اور جس چیز میں کمی رہ گئی ہوتی تو اس کی طرف توجہ دلاتے۔ اور ہمارے پروگرام تہجد سے شروع کرواتے، تہجد میں ناغہ منظور نہ تھا، اس کے لئے اگر ناغہ ہو جاتا تو نوافل ہوتے، اور صدقہ بھی دیا جاتا، اور اگر مسلسل دو تین دن ایسا ہو جاتا کہ تہجد کے لئے نہ اٹھا گیا، تو پھر مسجد اعتکاف کرنا پڑتا۔

خاکسار نے ایک دن لکھا کہ آج تہجد نہ ادا ہوئی۔ استغفار بھی کیا اور صدقہ بھی دیا۔ اگلے دن پھر یہی ہوا۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ استغفار کی اور صدقہ ادا کر دیا۔ آپ نے اس پر نوٹ لکھا کہ اب صدقہ اور استغفار کافی نہیں ہے، آج رات مسجد مبارک میں نماز عشاء سے فجر تک اعتکاف کریں اور دعاؤں میں وقت گذاریں۔ چنانچہ خاکسار نماز عشاء کے بعد بستر لیکر مسجد مبارک پہنچ گیا۔ وہاں پر ابھی پہرے داروں کو پتہ نہ تھا کہ آج رات مَیں نے اعتکاف کرنا ہے، وہ کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے میر صاحب سے جا کر کہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو مسجد کے دروازے پر ہی اعتکاف کر لوں گا آپ خود جا کر پتہ کریں۔ مَیں اب یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ میرا اعتکاف نماز عشاء کے بعد سے شروع ہے۔ چنانچہ پہریدار محترم میر صاحب کے گھر گیا۔ (آپ کا گھر مسجد مبارک سے متصل تھا) اور پتہ کر کے آیا۔ اور اس طرح تہجد ادا نہ کرنے پر مسجد مبارک میں اعتکاف کیا۔

ضمانت یا سفارش

✿......خاکسار کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کا سیٹ خریدنا تھا۔ لیکن اس کے لئے رقم نہ تھی۔ چنانچہ الشرکۃ الاسلامیہ سے رابطہ کیا۔ وہاں پر ان دنوں ایک دوست عبدالخالق صاحب مرحوم انچارج ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کے پرنسپل صاحب آپکی ضمانت دے دیں تو میں کتب کا سیٹ آپکو دے دونگا۔ اور آپ ہر ماہ تھوڑی تھوڑی رقم باقاعدگی سے بالاقساط ادا کر دیں۔ خاکسار نے محترم پرنسپل صاحب کو درخواست دے دی کہ مجھے کتب کا سیٹ چاہئے لیکن ساری رقم ادائیگی کے لئے نہیں ہے۔ آپ الشرکۃ الاسلامیہ کو میری ضمانت دے دیں کہ میں ادائیگی کر دونگا۔ آپ نے جواباً مجھے لکھا کہ میں تو خود واقفِ زندگی ہوں آپکی ضمانت کیسے دے دوں؟ ہاں سفارش کر سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے میری سفارش کی کہ یہ اچھے طالبعلم ہیں انہیں کتب کا سیٹ دے دیا جائے، یہ ادائیگی کر دینگے۔ میں انکی سفارش کرتا ہوں، چنانچہ اس طرح مجھے کتب کا سیٹ مل گیا اور خاکسار نے رقم کی ادائیگی قسطوں میں کر دی۔

لفظ ’حضرت اقدس‘ کا صحیح استعمال

✿......خاکسار غالباً پہلے سال ممہدہ کا امتحان دے کر گاؤں چھٹیاں گزارنے چلا گیا تھا۔ وہاں سے مَیں نے آپ کی خدمت میں خط لکھا اور لفافہ پر جہاں ایڈریس لکھتے ہیں آپ کے نام کے ساتھ لکھا ’بخدمت اقدس سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ‘۔ آپ نے فوراً خاکسار کو اس خط کا جواب لکھ کر بھیجا اور نصیحت فرمائی کہ لفظ ’اقدس‘ کے معانی ہیں ”سب سے زیادہ پاک“ اور یہ لفظ صرف اور صرف نبی اور خلیفہ کے لئے استعمال کرنا چاہئے اور کوئی اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جائے۔ دراصل محترم میر داؤد احمد صاحب کو خاکسار نے جب سے دیکھا آپ کی پرکشش شخصیت، باوقار چہرہ، آپ کی نفاست اور آپ کے حسن سلوک نیز آپ کی نیکی اور تقویٰ سے متاثر ہو کر خاکسار نے آپ کے لئے یہ لفظ لکھ دیا تھا۔

✿......اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ مَیں جب اپنے گاؤں میں سالانہ امتحان دے کر گیا ہوا تھا تو وہاں سے آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ خیریت سے یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور جو کچھ بھی لکھنا تھا لکھ دیا۔ اور آخر میں یہ بھی لکھ دیا ’میر صاحب محترم! اگر قلم، دوات، کاغذ میسر ہو تو خط کا جواب بھی ضرور دیں‘۔ آپ نے محبت بھرے انداز میں خط لکھا اور آخر میں میرے فقرہ کو درج کر کے لکھا کہ کیا کسی کو خط لکھنے کا صرف یہی محرک ہوا کرتے ہیں کہ اس کے پاس کاغذ، قلم اور دوات ہو؟

✿......درجہ شاہد کا امتحان دیکر کچھ چھٹیاں ملیں تو خاکسار چھٹیاں گزارنے چلا گیا۔ واپس آیا تو جب ڈائری جو روزانہ آپ کو دینی ہوتی تھی بھجوائی جانے لگی۔ پہلے ایک دو دن تو آپ نے صرف ڈائری کے مندرجات پر ہی نوٹس دیئے۔ تیسرے دن لکھا کہ ”کیا استاد اور شاگردی کے یہی آداب ہوتے ہیں کہ چھٹیاں گزارنے کے بعد واپس آ کر ملے بھی نہیں؟“ خاکسار نے لکھا کہ شرمندہ ہوں۔ اور ملنے پھر بھی نہ گیا۔ آپ نے اگلے دن خود بلوایا اور گلے لگایا۔

✿......ایک دفعہ جامعہ میں کوئی فنکشن ہونا تھا خاکسار کو ہدایت دی کہ آپ اس کے انچارج ہیں مَیں نے فوراً ”نہ“ کر دی۔ پوچھنے لگے کہ کیوں؟ عرض کی مجھے اس کام کا تجربہ نہیں ہے یہ بڑی ذمہ داری ہے میں نہیں لینا چاہتا۔ آپ نے فرمایا میں اپنے طلباء کے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی بھی کام کے لئے نہ کریں۔ مَیں تو اس بات پر خوش ہوں گا اور فخر محسوس کروں گا کہ میدان میں تمہاری لاش دیکھوں کہ تم نے میدان عمل میں جان دے دی ہے۔ یا پھر کام مکمل کر کے واپس آئے ہو۔ یہ جذبہ تھا جو آپ ہر طالبعلم کے دل میں بٹھا کر اسے جماعت کے مستقبل کے لئے تیاری کراتے تھے۔ اور آپ یہ باتیں اور نصائح اس رنگ میں کرتے تھے کہ سننے والے کے دل میں جاگزیں ہوتی تھیں۔ خصوصاً اپنے طلباء پر آپ کو ناز بھی بہت تھا۔ اور سمجھتے تھے کہ جس عظیم مقصد کے لئے انہیں تیار کیا جا رہا ہے یہ اس قابل ہو رہے ہیں اور گاہے بگاہے اس کو آزماتے بھی رہتے تھے۔

کراس کنٹری ریس

✿......ایک دفعہ آپ نے چھٹی کے دن غالباً 26 میل کی کراس کنٹری ریس لگوائی۔ کچھ طلباء نے اس میں حصہ لیا۔ آپ نے انہی طلباء میں سے چند ایک کو اگلے دن کے لئے دوبارہ منتخب کیا جو پہلے دن ریس لگا کر آئے تھے اور

فرمایا کہ یہ طلباء آج پھر کراس کنٹری ریس پر جائیں گے۔ اور مکرم عبدالرزاق صاحب مرحوم جو ہمارے جامعہ کے فزیکل ایجوکیشن کے انچارج تھے اور پی ٹی صاحب کے نام سے مشہور تھے کو بصیغہ راز بتایا کہ اگر یہ طلباء بغیر کسی چون و چرا کے آج پھر جا کر ریس میں حصہ لیں گے تو ان کو جو وہ چاہیں گے انعام دوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سب طلباء بغیر کسی چون و چرا کے اگلے دن پھر ریس پر گئے اور آپ نے ان سب کو انکی خواہش کے مطابق انعامات بھی دئے۔ ان میں سے دو طالبعلم ہماری کلاس میں سے تھے۔

چشم پوشی بھی اور اصلاح بھی

۞......جامعہ میں تعلیم کے دوران خاکسار کو اشعار یاد کرنے میں دلچسپی تھی اس لئے بعض اوقات ہر قسم کا شعر سن کر یاد ہو جایا کرتا تھا۔ پھر چند اور طلباء بھی تھے جب ہم اکٹھے ہوتے تو جو نیا شعر سنا ہوتا یا یاد کیا ہوتا وہ ایک دوسرے کو سنا کر محظوظ ہوتے۔ ایک دفعہ گرمیوں کے دن تھے۔ اور جامعہ کے امتحانات سر پر تھے۔ رات دیر گئے تک طلباء سٹڈی میں مصروف رہتے ، پڑھائی کرتے کرتے جب تھکاوٹ محسوس ہوتی تو ہم تین چار دوست مل جاتے اور وہیں کھڑے کھڑے ایک دوسرے کو اشعار سنانا شروع کر دیتے تا کہ ذہنی تھکاوٹ دور ہو۔ جب میں شعر پڑھ رہا تھا، رات کا کوئی ساڑھے دس بجے کا وقت ہوگا تو اچانک محترم پرنسپل صاحب جو اس وقت جامعہ کا گشت کر رہے تھے، نے میرے شعر پڑھنے پر کنگھورا مارا اور اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ یہ میرے لئے بہت بڑی Embarrassment تھی۔ خیر اتنے میں پرنسپل صاحب بالکل سامنے آ گئے اور فرمایا۔ شمشاد! شعر دوبارہ پڑھو۔ مَیں شرمندہ تھا، لیکن حوصلے کے ساتھ میں نے عرض کی۔ میر صاحب ایک غلطی تو مَیں نے خود کر دی۔ دوسری دفعہ غلطی آپ کروانے لگے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔

۞......اگلے دن کلاس کے دوران، محمد سلیم صاحب مرحوم آپکی طرف سے ایک لفافہ لے کر آئے، کھولا تو اس میں درج تھا:

عزیزم شمشاد احمد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ آئندہ سے شعر نہ پڑھا کریں، جو وقت آپ شعروں کو یاد کرنے اور پڑھنے میں لگاتے ہیں وہ کسی اور عمدہ کام میں صرف کریں۔ والسلام۔ سید داؤد احمد

خیر ہم نے شعر یاد کرنے اور سنانے بالکل چھوڑ دیئے ، اور بات آئی گئی ہو گئی۔ لیکن بُرج کی نہر پر سالانہ پکنک تھی، محترم پرنسپل صاحب بھی تھے اور اس میں دوپہر کے وقت بعض اور بزرگ علماء جن میں حضرت مولنا ابو العطاء صاحب جالندھری مجھے یاد ہیں بھی تشریف لائے ہوئے تھے، تو بیت بازی کا مقابلہ ہونے لگا۔

مَیں خاموشی کے ساتھ نظریں نیچی کئے ہوئے ایک طرف بیٹھا تھا۔ کہ اچانک پرنسپل صاحب نے خاکسار کو آواز دی شمشاد تم شعر کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی کہ آپ نے ہی پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ تو ایک وقت کے لئے تھی۔ تمہارے امتحان سر پر تھے اور تم اشعار میں اپنا وقت ضائع کر رہے تھے۔ اس لئے پابندی لگائی تھی۔ تم شوق سے اشعار کہو۔

اللہ اللہ کیا شفقت تھی۔ کیا اصلاح کا طریق تھا اور کیا ہی چشم پوشی تھی۔ بظاہر یہ ایک بہت معمولی واقعہ ہے مگر دیکھیں

1۔ آپ نے میرے شعر سننے اور پھر جواب دینے پر کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، آپ تو اس وقت جھڑک بھی سکتے تھے، سزا بھی دے سکتے تھے لیکن نہیں!

2۔ مجھے سب کے سامنے ڈانٹا بھی نہیں، بلکہ یہ بھی نہیں کہا کہ تم شعر نہ پڑھا کرو۔

3۔ چشم پوشی بھی کی۔ اور اگلے دن اصلاح کا طریق بھی اختیار کیا کہ علیحدگی میں خط لکھ کر اصلاح کر دی اور تربیت فرمائی تا کہ عزت نفس مجروح نہ ہو اور شرمندگی بھی نہ اٹھانی پڑے۔

خاکسار نے اس طریق سے ہمیشہ ہی میدان عمل میں فائدہ اٹھایا ہے، جن دوستوں کو کسی امر سے متعلق توجہ دلانی مقصود ہوتی ہے، خاکسار بھی انہیں خط لکھ کر اطلاع کرتا ہے اور توجہ دلاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت دفعہ اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ آپ طلباء کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے تھے، اور طالبعلم کو یہ محسوس ہی نہ ہونے دیتے تھے کہ انہیں بے عزت کیا جا رہا ہے۔

ایک دفعہ کسی بات پر خاکسار نے محترم پرنسپل صاحب کو کسی بات کا ذرا خشک سا جواب دے دیا۔ آپ نے فرمایا۔ شمشاد! تم سب کچھ بنو لیکن خشک مولوی نہ بننا!

شاہد کے امتحان میں بھی معجزانہ کامیابی

۞......جس طرح خاکسار نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ جامعہ میں میرا داخلہ بھی ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔ یہ محض اور محض خدا تعالیٰ کا خاص فضل، اور میرے والدین کی دعائیں نیز حضرت میر صاحب مرحوم کی شفقت کا نتیجہ تھا۔ بالکل اسی طرح جامعہ سے فراغت اور شاہد کے امتحان میں کامیابی بھی ایک معجزہ اور خدا تعالیٰ کے فضل کا میرے لیے ایک بہت بڑا نشان تھا۔

ہوا یہ کہ ہماری کلاس نے 1973ء کے شروع میں درجہ شاہد کا امتحان دیا، جب رزلٹ آیا تو میں فیل تھا۔ کچھ دوستوں کی تو ایک دو مضامین میں کمپارٹمنٹ آ گئی اور کچھ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو گئے۔ مَیں ان میں شامل تھا جو فیل ہو گئے تھے۔ خیر بہت دعائیں کیں، کہ اے اللہ! مَیں تو بے حد نالائق ہوں، اور مجھ سے تو دوبارہ سب مضامین کا امتحان دینا بہت مشکل ہوگا۔ کوئی ایسا سامان کر کہ دو تین مضامین میں کمپارٹمنٹ ہی آ جائے تا کہ سب مضامین کی بجائے چند مضامین پر توجہ دوں اور امتحان دے سکوں۔ خیر اس بات پر چند دن گزر گئے رزلٹ نکلنے کے بعد مَیں محترم میر صاحب کو شرمندگی کی وجہ سے ملنے بھی نہ گیا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد مجھے محترم پرنسپل صاحب نے اپنے دفتر میں بلایا ۔ مَیں پریشانی کے عالم میں دفتر گیا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات جنم لینے لگے اب پتہ نہیں کیا ہوگا۔ چنانچہ دفتر پہنچا۔ حسب سابق محترم پرنسپل صاحب نے مسکراتے ہوئے کھڑے ہو کر استقبال کیا، ایک ہاتھ میں کاغذ پکڑا ہوا تھا۔ کبھی وہ کاغذ میری طرف بڑھاتے اور کبھی کچھ کہنے کو کوشش بھی کرتے۔ خیر فرمایا یہ لو خود ہی پڑھ لو۔

میرا تو وہ کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیکھ کر پہلے ہی رنگ فق ہو گیا تھا کہ نہ جانے اس میں کون سی سزا ہوگی کیونکہ شاہد امتحان میں فیل تھا۔ جب خط پڑھا تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ خط میں محترم پرنسپل صاحب نے مجھے لکھا کہ:

عزیزم مکرم سید شمشاد احمد ناصر

السلام عیلکم ورحمۃ اللہ

آپ کو وکالت تعلیم کی طرف سے جامعہ احمدیہ 1973ء کے شاہد کے امتحان میں کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ مَیں آپ کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن رنگ میں دین کی خدمت کی توفیق دے، آمین۔

والسلام خاکسار سید داؤد احمد

(اصلی خط میرے پاس اس وقت موجود نہیں یہ اس کا خلاصہ ہے)۔

آپ خود اندازہ لگا لیں کہ اس وقت میری کیا حالت تھی؟ خیر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور الحمد للہ پڑھنے کے بعد پرنسپل صاحب سے عرض کی کہ مجھے تو بہت پریشانی تھی۔ مَیں تو دن رات کمپارٹمنٹ کے لئے ہی دعائیں کر رہا تھا کہ کس طرح سارے مضامین کا امتحان دوں گا۔ اور اب خدا تعالیٰ نے اتنا فضل فرمایا ہے کہ مَیں سارے مضامین میں پاس ہوں۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف میں حضرت مریم کا واقعہ پڑھا ہے انہیں بھی بہت پریشانی اور فکر تھی، پھر خدا نے ان کے قدموں میں ہی پانی کا چشمہ نکال دیا اور کھجوریں بھی تازہ بتازہ دے دیں۔ مَیں نے الحمد للہ کہا ۔ مَیں نے خط لے لیا۔ اور محترم پرنسپل صاحب کے لئے بھی دعائیں کیں، کچھ دنوں بعد مَیں نے عرض کی کہ میر صاحب مجھے کچھ تو بتائیں کہ ہوا کیا تھا؟

فرمانے لگے کہ جب تمہاری کلاس کا رزلٹ آیا تو مَیں نے اپنے میز پر سامنے رکھ لیا اور وکالت تعلیم کو اطلاع دے دی کہ یہ رزلٹ ٹھیک ہے، اس کے مطابق اعلان کیا جا رہا ہے۔ لیکن جب اعلان ہو گیا تو کچھ دنوں کے بعد جب کہ رزلٹ ابھی میز پر سامنے ہی تھا میری نظر تمہارے نمبروں پر پڑی، تم سب مضامین میں پاس تھے، لیکن ٹوٹل میں غالباً ایک دو نمبروں کی وجہ سے کمی تھی۔ اور یہی وجہ تمہارے فیل ہونے کی تھی۔ ادھر وکالت تعلیم کی طرف سے پرنسپل کو اختیار ہوتا ہے کہ جس طالب علم کو چاہیں کچھ نمبر دے کر اگر وہ پاس ہو سکتا ہو تو پاس کر دیں۔ رزلٹ کے اعلان کے وقت چونکہ میری نظر تمہارے نمبروں پر نہ پڑی تھی۔ بعد میں دیکھا کہ ایک دو نمبروں کی وجہ سے تمہیں فیل ہونا پڑا ہے جس کی وجہ سے مَیں نے وکالت تعلیم میں بار بار رابطہ کیا کہ یہ طالب علم پاس ہو سکتا ہے۔ مَیں اس کو گریس مارکس دیتا ہوں۔ مگر وکیل التعلیم صاحب نہ مانے کہ رزلٹ آپ نے دیکھا، آپ نے منظور کر کے ہی ہمیں بھجوایا ہے، اس لئے اب آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ میر صاحب نے مزید فرمایا لیکن مجھے شدید قلق تھا کہ میری تھوڑی سی غفلت کے نتیجہ میں ایک طالبعلم کو یہ تکلیف برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔ چنانچہ میر صاحب نے فرمایا کہ اُس دن جب تمہیں مَیں نے دفتر بلا کر خط دیا تھا، اس وقت مَیں نے وکالت تعلیم سے درخواست کی تھی کہ اس میں طالب علم کا قصور نہیں ہے اگر سزا دینی ہے تو مجھے دیں نہ کہ طالبعلم کو! اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ اچھا پھر آپ کیا چاہیں گے؟ مَیں نے کہا کہ مَیں اس طالبعلم کو پاس کرنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے اجازت دے دی۔ اور تمہیں پاس ہونے کی اطلاع کی۔

اس واقعہ سے محترم پرنسپل صاحب کی طالبعلم کے ساتھ شفقت اور اس کی تکلیف اور پریشانی سے بچانے کے لئے آپ کی کوشش اور پھر یہی نہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر سزا دینی ہے تو مجھے دیں نہ کہ طالبعلم کو۔ اس میں سب کچھ عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزا دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین۔

۞......1973ء کے شروع ہی کا واقعہ ہے کہ جامعہ میں سالانہ کھیلیں مارچ کے مہینے میں ہوا کرتی تھیں۔ اور یہ جامعہ کا بہت بڑا فنکشن ہوتا تھا، اور ان کھیلوں میں ایک کھیل روک دوڑ ہوتی تھی۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور کھیلیں بھی۔ درجہ سادسہ کے طلباء کو سب میں حصہ لینا پڑتا تھا۔ ایک کھیل pillow fighting تکیہ جنگ بھی محترم میر صاحب نے رکھی ، دو طلباء آمنے سامنے دوسرے کی گردن پر سوار ہو کر جنگ کرتے تھے، خیر جس دوست کے کندھوں پر خاکسار سوار ہوا۔ تو انہوں نے جیتنے کے بعد از راہ مذاق خاکسار کو نیچے گرا دیا۔ جس سے خاکسار کو کولہوں کے درمیان پسلیوں میں شدید درد ہو گیا۔ خاکسار کو سخت تکلیف ہوئی۔ محترم میر داؤد احمد صاحب نے میری جو یہ تکلیف دیکھی تو آپ کو بہت رنج اور صدمہ ہوا۔

فوراً ایک جیپ میں ڈال کر خاکسار کو فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ایکسرے اور علاج شروع ہو گیا نیچے گرنے کی وجہ سے خاکسار کے مسل پھٹ گئے تھے جس کی وجہ سے شدید درد تھا۔ فنکشن کے ختم ہونے پر محترم میر داؤد صاحب خود بیمار ہو گئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ آپ کو پنڈی ہسپتال لے جایا گیا اور آپ وہاں زیر علاج ہو گئے۔ میری طبعیت کچھ سنبھلی تو ارادہ کیا کہ مَیں پنڈی جاؤں اور آپ کی مزاج پرسی اور تیمارداری کروں۔ مَیں محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب جو آپ کے چھوٹے بھائی ہیں ان سے درخواست کی کہ جب وہ پنڈی آپ کا پتہ کرنے جا رہے ہوں تو خاکسار بھی ساتھ جائے گا۔ چنانچہ مَیں محترم میر محمود ناصر کے ساتھ پنڈی گیا، جب مَیں ان کے کمرے میں داخل ہوا ہوں تو مجھے دیکھتے ہی فوراً پوچھا شمشاد تم کیسے ہو تمہارا کیا حال ہے، مجھے تو یہاں بھی تمہارا فکر لگا ہوا تھا۔ اور تمہارے لئے دعائیں کر رہا تھا۔ الحمد للہ تم خیریت سے ہو۔

کیا اتنی محبت اور اتنی شفقت کوئی اور کسی کے لئے کر سکتا ہے؟ آپ اپنی بیماری بھولے ہوئے تھے۔ اور ایک ادنیٰ سے طالبعلم کے درد کو اتنا محسوس کیا کہ اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں، اس کی خیریت کی فکر میں ہیں۔ بس پھر کیا تھا آپ کی بیماری بڑھتی گئی، علاج جاری رہا۔ اور ایک دن آپ پنڈی سے واپس گھر بھی پہنچ گئے مگر صحت جواب دیتی جا رہی تھی۔ کچھ طالب علموں کی جن میں مکرم محمد زکریا خان صاحب اور خاکسار شامل تھے۔ (یہی اس وقت یاد ہے) کی ڈیوٹی محترم میر داؤد صاحب کے گھر لگی تا کہ کسی چیز کی ضرورت پڑے تو فوری مہیا کی جا سکے۔ ویسے بھی یہ ہماری خوش بختی تھی کہ ہمیں یہ سعادت ملی، کام وغیرہ تو کچھ نہ تھا۔ لیکن آپ کے گھر رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن نماز عشاء کے بعد خاکسار ڈیوٹی کے بعد جب گھر گیا۔ ابھی گھر پہنچا ہی تھا کہ یہ ہولناک دل کو ہلا دینے والی خبر ملی کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ خبر کچھ ایسی تھی کہ دل ماننے کو بالکل تیار نہ تھے۔ بظاہر ہم دیکھ بھی رہے تھے کہ آپ بیمار ہیں، اور کمزور سے کمزور ہوتے جا رہے ہیں مگر سب ہی خدا تعالیٰ سے دعائیں کر رہے تھے کہ مولیٰ کریم شافی خدا آپ کو کامل شفا دے اس لئے مایوسی کی کوئی بات نہ تھی۔ اور یہ خیال دل میں نہیں تھا کہ آپ اس قدر جلد ہم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو جائیں گے۔

صبح کو محترم میر داؤد صاحب کے گھر پہنچا، طلباء کی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ (بی ٹی)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27/جنوری 2010ء میں مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ نے اپنے والد حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی کے شاگردوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ بھی شامل ہیں۔ قادیان میں سب سے پہلے یعنی 1920ء میں آپؓ نے بی ٹی کی ڈگری حاصل کی تھی جس کی وجہ سے آپ بی ٹی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ آپ نے اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد 1913ء سے 1974ء تک خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت چودھری علی محمد صاحبؓ 1892ء میں لدھیانہ کے گاؤں ہٹھور میں پیدا ہوئے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ہم تین بھائی اور ایک بہن تھے۔ 1904ء میں ضلع لدھیانہ میں طاعون کا مرض شدت اختیار کرگیا تھا۔ مَیں اور چھوٹے بھائی حضرت عطاء محمد صاحبؓ یکے بعد دیگرے طاعون سے بیمار ہوئے تو ہماری والدہ صاحبہ نے 'جو بالکل تندرست تھیں' بڑے الحاح سے دعا مانگی کہ اے اللہ! میرے بیٹوں کو تندرستی عطا فرمادے اور ان کے بجائے مجھے لے لے۔ یہ دعا قبول ہوگئی۔ وہ بیمار ہوکر اللہ کو پیاری ہوگئیں اور ہم دونوں بھائی خدا کے فضل سے صحتیاب ہوگئے۔

1905ء میں پرائمری پاس کرکے مَیں نے مڈل سکول جگراؤں میں داخلہ لیا۔ اگرچہ احمدیت کا چرچا ایک عرصہ سے ہورہا تھا مگر ہمیں قطعاً خبر نہ تھی۔

1905ء میں جب بڑے بھائی صاحب چوہدری نعمت اللہ گوہر، ریاست پٹیالہ میں محکمہ بندوبست اراضی میں ملازم تھے ان کو بعض ایسے احباب سے ملنے کا شرف حاصل ہوا جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے واقف تھے اور احمدیت سے دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں ان کو بعض کتب احمدیت دیکھنے کا موقع ملا تو دل میں قادیان کو دیکھنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ 1906ء میں وہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ قادیان آئے اور زیارت سے فیضیاب ہوتے ہی دونوں میاں بیوی بیعت سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر انہوں نے ہم چھوٹے بھائیوں کو تبلیغ کی تو ہم دونوں نے بھی بیعت کا خط لکھ دیا۔ 23/اگست 1907ء کو دستی بیعت کی سعادت عطا ہوئی۔ اور اُسی روز مَیں نے قادیان میں ساتویں جماعت میں داخلہ لیا اور بورڈنگ ہاؤس میں رہنے لگا۔ حضور علیہ السلام کی زیارت کا موقع ملنے لگا۔ کبھی کبھی سیر پر بھی ہمراہ چلا جاتا۔ حضورؑ کی وفات ہوئی تو خاکسار کو جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت بھی ملی۔ دل غم سے بھرا ہوا اور آنکھیں اشکبار تھیں۔

حضرت خلیفہ اولؓ کا درس قرآن سن کر مجھے بھی قرآن کریم سے خاص محبت ہوگئی اور آیتوں کی آیتیں یاد ہوگئیں۔ یہ مجھ پر حضورؓ کا احسان ہے جو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ایک دن مجھے حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ میاں! اپنے بڑے بھائی صاحب کو لکھ دو کہ مجھے خواب میں کوئی کہتا ہے کہ نعمت اللہ گوہر سے کہہ دو کہ اگر اس نے بی اے کا امتحان پاس کرنا ہے تو ایف اے کا امتحان دیدے۔ اس وقت تک بھائی صاحب ایف اے کا امتحان نہیں دے سکے تھے۔ چنانچہ میں نے بھائی صاحب کو خلیفہ اول کا خواب لکھ دیا۔ برادرم نے امتحان دیا اور پھر بی اے کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔

مارچ 1911ء میں مَیں نے میٹرک کا امتحان دیا اور 24 لڑکوں کی جماعت میں اوّل آیا۔ ستمبر 1911ء میں مَیں سینٹرل ٹریننگ کالج میں J.A.V کلاس میں داخل ہوگیا۔ جون 1913ء میں سینٹرل ٹریننگ کالج سے فارغ ہوکر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں 37 روپے 8 آنے ماہوار پر ملازم ہوگیا۔ تدریس کے علاوہ سکول کی کھیلوں کی نگرانی 1915ء سے لے کر 1945ء تک میرے ذمّہ رہی۔ 1920ء میں تقریباً 6 ماہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پرائیویٹ سیکرٹری رہا۔

حضرت حافظ مولوی محمد فیض الدین صاحبؓ امام مسجد کبوتراں والی (سیالکوٹ) نے 1904ء میں بیعت کی تھی۔ اُن کے پوچھنے پر حضرت خلیفہ اوّل نے اپنے قلم سے میرے اور ایک دوسرے لڑکے کے بارہ میں تحریر فرمایا: ''دونوں لڑکے متقی معلوم ہوتے ہیں۔ خوش شکل ہیں۔ مجھے عزیز ہیں''۔ چنانچہ 1913ء میں حضرت خلیفہ اولؓ نے ہمارے نکاح حضرت مولوی فیض الدین صاحبؓ کی صاحبزادیوں سے پڑھائے۔ 1915ء میں رخصتانہ عمل میں آیا۔

1915ء میں مَیں نے F.A اور 1918ء میں B.A کرلیا اور 1920ء میں بی ٹی کا امتحان پاس کیا۔ 1940ء میں مجھے جامعہ احمدیہ میں تبدیل کردیا گیا اور وہاں سے نظارت امورعامہ میں تبدیلی ہوئی۔ 1946ء میں ریٹائر ہوا اور پھر جامعہ احمدیہ میں انگریزی کا استاد مقرر کردیا گیا۔ 1947ء تک اس درسگاہ میں کام کیا۔ تقسیم ہند کے وقت مَیں ''ریویو آف ریلیجنز'' کا ایڈیٹر تھا۔ 1951ء میں رسالہ دوبارہ ربوہ سے جاری ہوا تو اس کے ادارتی بورڈ میں 1974ء تک کام کیا۔ کچھ عرصہ'' جامعہ نصرت کالج ربوہ'' میں بھی پڑھایا۔

اپریل 1932ء میں میری اہلیہ محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ کی وفات ہوگئی جب ہمارے پانچ بچے تھے۔ جولائی 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے میرا نکاح سیدہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے پڑھا۔ اس بیوی نے میرے پہلے پانچ بچوں کے ساتھ، اپنے بچوں جیسا سلوک کیا۔ خصوصاً چھوٹی بچی عزیزہ امۃ الحمید جو سات سال کی تھی، اس کو ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھا۔ چنانچہ دونوں بیویوں سے ہونے والے میرے دس بیٹوں اور 3 بیٹیوں میں جو باہمی محبت پائی جاتی ہے وہ مثال ہے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ میرے ابّا کی ساری زندگی صبر و رضا، قناعت اور اطاعت کا ایک مکمل نمونہ رہی۔ جن کی تمام کاوشوں اور جدوجہد کا دائرہ خدا اور اس کے دین پر محیط رہا۔ کبھی اس وسیع اراضی اور جائیداد کا ذکر نہ کیا جو وہ احمدیت کی خاطر چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے کبھی ان کی زبان سے سخت الفاظ، گالی یا دوسروں کے لئے گلہ یا شکوہ نہیں سنا۔

1947ء میں ہجرت کرکے آپؓ کراچی پہنچے تو سندھ سیکرٹریٹ میں ملازمت مل گئی۔ پھر مکرم چوہدری شاہنواز صاحب، جن کے پاس کاروں کی ایجنسی تھی، انہوں نے آپ سے کہا ''بی ٹی صاحب! آپ میرے شوروم کے آفس میں کام کریں''۔ آپؓ نے فرمایا ''جزاک اللہ! شاہ نواز! میں تمام عمر تعلیم کے شعبے میں کام کرتا رہا ہوں اور مجھے کاروں کی خرید وفروخت کا کوئی تجربہ نہیں۔'' جس پر چوہدری صاحب نے اصرار سے فرمایا: ''بی ٹی صاحب! کام کا تو بہانہ ہے۔ مجھے تو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آپ دفتر میں تشریف فرما ہوں اور آفس کی عمومی نگرانی فرمائیں''۔ الغرض سندھ سیکرٹریٹ کی ملازمت چھوڑ کر آپؓ ''شاہنواز لمیٹڈ'' چلے آئے۔ صبح دفتر کی کار گھر سے لینے اور شام کو چھوڑنے آتی۔ تنخواہ میں بھی اضافہ ہوا۔ یہ چوہدری صاحب کی اعلیٰ ظرفی اور اپنے استاد سے عقیدت کی ایک تابناک مثال ہے۔ مگر والد صاحب کی اندرونی بے چینی ہنوز قائم تھی جو بچوں کی سمجھ سے بالا تھی۔ چند ماہ بعد حضرت مصلح موعودؓ کا آپؓ کے نام پیغام آیا کہ ''بی ٹی صاحب! ربوہ معرض وجود میں آچکا ہے۔ محمود یہاں ہو اور علی محمد وہاں (کراچی میں)''۔ اس پیغام کے ملتے ہی چند گھنٹوں کے اندر 'علی محمد' مع اہل وعیال عازم ربوہ ہوا۔ کراچی کی تمام رونقیں، دیگر آسائشیں اور ملازمت اس کی راہ میں حائل نہ ہوئیں۔

آپؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں مگر سادگی ان کی طبیعت کا ایک حصہ تھی۔ وہ اتنے سادہ، صاف دل اور صاف طبیعت کے تھے کہ چالاکی، دنیاداری اور بناوٹ وظاہرداری ان کے قریب بھی نہ پھٹکنے پاتی تھی۔ ان کی پاک صاف زبان، ان کے صاف دل کی پَرتو تھی۔ لباس کے معاملے میں بھی بے حد سادہ تھے۔ کہتے تھے کہ میں اپنی ذات کے لئے کچھ خواہش نہیں رکھتا صرف یہی خواہش ہے کہ میری تمام اولاد دیندار اور جماعت کی وفادار ہو۔

آپؓ کے شاگرد آپؓ کا بے حد احترام کرتے۔ ایک روز Pakistan Red Cross Society کے جنرل مینیجر افضل حسین صاحب لاہور سے کار میں آئے اور کہا کہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ میرے استاد محترم کا کیا حال ہے؟ ان کے پاس کوٹ بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ ایک بہت خوبصورت کوٹ انہوں نے آپؓ کو پیش کیا۔ دوران ملاقات وہ آپؓ کے سامنے کرسی پر نہیں بیٹھے۔

1974ء میں آپؓ کے انگلستان میں مقیم بچوں نے آپؓ کو کچھ عرصہ کے لئے وہاں بلانا چاہا۔ سِیٹ بُک ہوگئی لیکن آپؓ کچھ متذبذب تھے۔ چنانچہ استخارہ کیا تو خواب میں انہیں دکھایا گیا کہ جیسے وہ واہگہ بارڈر پر ہیں اور ایک سپاہی انہیں کہتا ہے: "You should not cross the border"۔ اس پر آپؓ نے جانے سے انکار کردیا۔

1977ء میں آپؓ کی کتاب "In The Company of the Promised Messiah" شائع ہوئی جو بہت مقبول ہوئی۔

وفات سے تین یا چار دن قبل مَیں نے آپؓ سے کہا کہ آپ کے کوٹ کی جیب میں جلسہ سالانہ 1978ء (جوکہ آپ کی زندگی کا آخری جلسہ تھا) کا سٹیج ٹکٹ ہے۔ مجھے کہا کہ اس کو سنبھال کر رکھو۔ یہ ریکارڈ رہے گا اور جب میرے حالات لکھے جائیں گے تو اس میں یہ آئے گا کہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ ہونے کی وجہ سے مجھے ہر سال سٹیج ٹکٹ ملا کرتا تھا۔ یہ الفاظ بہت عاجزی سے اور اظہار تشکر کے طور پر کہے۔ میں نے غمزدہ اور رندھی ہوئی آواز میں کہا کہ ابا! انشاءاللہ اگلے سال بھی آپ کو یہ ٹکٹ ضرور ملے گا۔ مگر قدرت کو معلوم تھا کہ یہ آخری ٹکٹ ہے۔ نظر کی کمزوری، چلنے پھرنے میں دشواری اور وقتاً فوقتاً سر کے چکروں نے آپؓ کو نڈھال کردیا تھا۔ اگرچہ اس کے باوجود ایک اور کتاب آپؓ لکھنا چاہتے تھے۔ مگر مشیت الٰہی غالب آچکی تھی۔

وفات کے وقت جو بچے سرہانے کھڑے تھے انہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''جنتیوں کو نوجوان خادم مہیا کئے جائیں گے''۔ آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہی تھے اور 14 جنوری 1979ء کی صبح پونے تین بجے آپؓ کی وفات ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/دسمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اس کی جب تصویر دیکھی کہہ اٹھا میرا یہ دل
وہ سراپا ہے سراسر قلب کی تنویر کا
دے دیا اس کو خدا نے یہ ہنر بھی خوب تر
اس سے پہلے تو نہ تھا اس میں یہ رنگ تقریر کا
'اِنِّیْ مَعَکَ' کا مژدہ جس کو اللہ نے دیا
کام کرتی ہیں دعائیں اس کی اک شمشیر کا
ہم تو بڑھتے ہیں مسلسل جانبِ منزل ظفرؔ
جبکہ پاؤں میں پڑا ہے سلسلہ زنجیر کا

ماہنامہ ''النور'' امریکہ دسمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جبینِ ازل پر جو تحریر ہے
وہ کلمہ بھی ظالم کی جاگیر ہے؟
خدا جانے کیا اس کی تقدیر ہے
کہ دیں جس کا مومن کی تکفیر ہے
کریں فیصلے جو بھی شاہ و وزیر
وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر
ترے دیں کے غم میں ہیں دلگیر ہم
دعا کی اٹھائے ہیں شمشیر ہم
ہیں صبر و رضا کی بھی تصویر ہم
ترے نام پر پا بہ زنجیر ہم
وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th March 2013 – 21st March 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 15th March 2013

00:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:35	Yassarnal Qur'an
01:10	Press conference in Europe: A report of the Reception and Press conference of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Recorded in December 2012.
02:15	Japanese Service
03:20	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. on 15th July 1996.
04:20	Aaina
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. 15th November 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tours: Huzoor's visit to Ghana, Recorded on 13th & 14th March 2004.
07:55	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:10	Fiq'ahi Masa'il
11:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Seerat-un-Nabi (saw)
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Qur'an
14:40	Bengali Reply to Allegations
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours [R]
19:30	Real Talk
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 16th March 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:40	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours To West Africa
02:15	Friday Sermon: recorded on 15th March 2013
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th November 1995
06:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
06:10	Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana Spain 2010: Rec. on 3rd April 2010.
07:45	International Jama'at News
08:15	Urdu Question and Answer Session: Recorded on 25th July 1997.
09:40	Indonesian Service
10:40	Friday Sermon: Recorded on 8th March 2013
11:50	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:25	Jalsa Salana Spain 2010 [R]
19:30	Faith Matters
20:25	International Jama'at News
20:55	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 17th March 2013

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Spain 2010
02:25	Story Time
02:50	Friday Sermon: recorded on 15th March 2013
04:05	Spotlight
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 21st November 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Khuddam: Recorded on 8th January 2011.
08:05	Faith Matters
09:00	Question and Answer Session: Recorded on 5th April 1998.
10:10	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 6th April 2012.
12:25	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Friday Sermon [R]
14:15	Bengali Reply to Allegations
15:25	Kasauti
16:00	Live Press Point
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam class [R]
19:35	Real Talk
20:30	Snowshoeing
21:00	Press Point [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:05	Question and Answer Session [R]

Monday 18th March 2013

00:20	MTA World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:35	Snowshoeing
03:00	Friday Sermon: rec. 15th March 2013.
04:05	Real Talk
04:50	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 22nd November 1995.
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Al-Tarteel
06:55	Huzoor's Tours: Documenting Huzoor's tour to West Africa including Huzoor's visit to TI Ahmadiyya School, Ekumfi Essarkyir, Ghana. Recorded on 14th March 2004.
07:50	International Jama'at News
08:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
08:50	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, Recorded 1st December 1997.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon rec. on 8th December 2012.
10:50	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
11:25	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15	Insight
12:40	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on 25th May 2007.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech [R]
16:00	Rah-e-Huda: recorded on 16th March 2013.
17:35	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour To West Africa [R]
19:15	Real Talk
20:15	Rah-e-Huda [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:50	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech [R]
23:30	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday 19th March 2013

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:25	Insight
00:50	Al Tarteel
01:20	Huzoor's Tour To West Africa
02:10	Kids Time
02:40	Friday Sermon
03:40	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
04:15	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
04:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 23th November 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Spain 2010: An address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on the occasion of Jalsa Salana Spain. Recorded on 3rd April 2010 in Pedro-Abad, Spain.
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Oil Painting by Ken Harris
09:00	Question and Answer Session: Recorded on 5th April 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Sindhi Service: Translation of Friday Sermon recorded on 15th March 2013.
12:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Press Point
17:00	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Spain 2010 [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 15th March 2013.
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Press Point [R]
22:00	Oil Painting by Ken Harris [R]
22:30	Seerat-un-Nabi (saw)
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 20th March 2013

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:30	Jalsa Salana Spain 2010
02:30	Press Point
03:30	Le Francais C'est Facile
04:10	Seerat-un-Nabi (saw)
04:40	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 28th November 1995.
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana Spain 2010 [R]
08:05	Real Talk
09:00	Question and Answer Session: Recorded on 24th May 1997. Part 2.
10:25	Indonesian Service
11:25	Swahili Service
12:30	Tilawat & Dars
13:00	Al-Tarteel
13:30	Friday Sermon: Recorded on 8th June 2007.
14:30	Bangla Shomprochar
15:35	Fiq'ahi Masa'il
16:00	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Maidane Amal Ki Kahani
18:00	Al-Tarteel
18:35	MTA World News
18:55	Jalsa Salana Spain 2010 [R]
19:55	Real Talk [R]
20:55	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:20	Kids Time [R]
21:50	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:20	Intikhab-e-Sukhan

Thursday 21st March 2013

00:30	MTA World News
00:35	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
00:55	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Spain 2010
02:30	Fiq'ahi Masa'il
02:55	Moshairah
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th November 1995.
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tours To West Africa
08:05	Beacon of Truth
09:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 16th July 1996.
10:10	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15	Yassarnal Qur'an
12:45	Beacon of Truth [R]
13:45	Friday Sermon: rec. on 15th March 2013
14:50	Kasre Saleeb
15:30	Aaina
16:00	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours To West Africa [R]
19:25	Faith Matters
20:30	Kasre Saleeb
21:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:15	Aaina [R]
22:55	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 08 March, 2013 | Issue No. 10

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر75)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو مناسب ہے کہ اُن کی گالیاں سُن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں، کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے ۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں ۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل ودماغ تاریک ہوتے ہیں۔ اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 132، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

قارئین الفضل کے لئے Persecution Report بابت ماہ اکتوبر 2012ء سے ماخوذ چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

نشانِ مردِ مومن

حکومت پاکستان کے محبوب شاعر نے مرد مومن کے موضوع پر ایک سائل سے اپنی گفتگو کو یوں منظوم کیا ہے:

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید، تبسم بر لبِ اُو است

بقولِ شاعر مرد مومن کی یہ امتیازی نشانی ہوا کرتی ہے کہ وہ بوقت رخصت لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ سجا کر زبان حال سے فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَة کا نعرہ بلند کر رہا ہوتا ہے۔

تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ آج تک نہ صرف سب احمدی شہداء ''مردمومن'' کے تمام خصائل وعادات کے اعلیٰ ترین نمونے دکھاتے آئے ہیں بلکہ یہ تمام دردناک اجتماعی یا انفرادی شہادتیں ایک بھی مرد وزن اور احمدی بچہ کی مسکراہٹ چھین نہیں سکی ہیں اور ہر خوش بخت شہید اپنا قیمتی لہو صحن گلشن کی سیرابی کے لئے میسر کرنے کے بعد اپنے پیچھے بے شمار مردان حق کو تیار کر جاتا ہے کیونکہ یہ زمرہ اخیار جانتا ہے کہ بر سرزمین نیکیاں پھیلانے کے بعد اب اُجلے کفن پہن کر زیر زمین روشنی بھی ہمیں نے ہی کرنی ہے۔

یوں لگتا ہے کہ جان دینے کا موسم آیا ہے کیونکہ ماہ اکتوبر میں شہر کراچی میں تین احمدیوں سمیت پاک سرزمین میں پانچ احمدیوں کو محض مذہب کی بناء پر نامعلوم حملہ آوروں نے گولیاں مار کر شہید کر دیا ہے۔

قبل ازیں ماہ ستمبر میں چار احمدیوں کو شہید کیا گیا تھا لیکن ایک بھی قاتل کی گرفتاری نہ ہونے سے ان ظالموں کو اتنا حوصلہ ملا ہے کہ پانچ اور احمدی شہید کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ہمیں امیر مینائی کی طرح نہ تو زبان خنجر کی گویائی کا انتظار ہے اور نہ آستینوں سے ٹپکنے والے لہو کی گواہی پر بھروسہ! کیونکہ ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

(1) آج پہلا ذکر مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب کا ہے، جن کو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا میں 4 اکتوبر کی رات، سوا نو بجے اپنی رہائشگاہ کے قریب شہید کر دیا گیا تھا۔ آپ کی دائیں آنکھ کے نیچے گولی لگی، فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن آپ نے راستہ میں ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ بوقت شہادت آپ کی عمر 64 برس تھی۔

شہید مرحوم کو اس حملہ سے دو ماہ پہلے سے ہی شدید مخالفت کا سامنا تھا بلکہ ایک دفعہ تو مذہبی دیوانوں کے مادر پدر آزاد ٹولہ نے آپ کے گھر کے باہر جمع ہو کر نعرے بازی کی اور نازیبا الفاظ کا استعمال کیا۔ شہید مرحوم کا کسی سے بھی کوئی ذاتی عناد نہیں تھا۔ پس یہ مرد مومن بھی محض مسیح موعود علیہ السلام کی منادی پر لبیک کہنے کی بناء پر راہ مولیٰ میں قربان ہو گیا۔

گزشتہ کئی ماہ سے صوبہ پنجاب میں مذہبی دیوانگی کی وبا زوروں پر ہے اور جماعت احمدیہ کے خلاف پوری شدت سے پروپیگنڈا مہم جاری ہے جس میں مولویوں کی طرف سے سرعام جلسے جلوسوں میں احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا جاتا ہے جبکہ حکام کو صورت حال کی سنگینی کی طرف بار بار توجہ دلانے کے باوجود ان شر پسندوں کے خلاف کارروائی ندارد ہے۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

(2) دوسرے شہید کا نام مکرم ریاض احمد بسراء صاحب ہے جن کو گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں 18 اکتوبر کو نماز عشاء کے بعد واپس گھر جاتے ہوئے شہید کر دیا گیا تھا۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے اس علاقہ میں معاندین نے احمدیہ مسجد کو بنیاد بنا کر شر پسندی کا بازار گرم کر رکھا تھا اور شہید مرحوم اس مسجد کے مقدمہ کی عدالت میں پیروی کر رہے تھے۔

مقامی مولوی قاری افضل گھٹیالیاں میں نفرت کی فضا قائم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ یہی مولوی احمدیہ مسجد کے خلاف پولیس اور عدالت تک گیا تھا۔ یہی مفسد مقامی لوگوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے کا کام کرتا ہے اور اب گاؤں والوں کو یقین ہو چلا ہے کہ اسی مولوی نے مخالف پارٹی کو اکسایا ہے کہ اب موقع ہے اس احمدی کو قتل کر دو کیونکہ آج ملک میں احمدیوں کا خون مباح ہونے کا بس اعلان باقی ہے ورنہ عملاً ایسا ہو چکا ہے۔

(3) تیسرا خون ناحق کراچی میں ایک جواں سال احمدی خادم مکرم سعد فاروق صاحب کا بہایا گیا۔ جن کو 19 اکتوبر کو گھر والوں کے ساتھ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر آتے ہوئے گھات لگا کر گولیاں ماری گئیں۔ شہید مرحوم موٹر سائیکل پر سوار تھے جب بھرے بازار میں نامعلوم حملہ آوروں نے پیچھے سے آ کر آپ کے سر میں گولی ماری اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ ان درندوں نے پھر کار میں بیٹھے دیگر رشتہ داروں کا رخ کیا جن میں شہید مرحوم کے والد، بھائی، سسر اور دیگر عزیز شامل تھے۔ گولیوں کی براہ راست زد میں آ کر تین کار سوار بھی شدید زخمی ہو گئے جن کو اپنی مدد آپ کے تحت ابتدائی طبی امداد کے لئے قریبی ہسپتال پہنچایا گیا۔

یاد رہے کہ کچھ عرصہ قبل ہی بلدیہ ٹاؤن کی احمدیہ جماعت کے صدر صاحب کو شہید کیا گیا تھا۔

مکرم سعد فاروق صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے سرگرم کارکن تھے اور واقعہ شہادت سے محض چند روز قبل آپ کی شادی کی تقریب تھی۔ یوں اس اسم بامسمّٰی سعد کی اہلیہ محض تین دن میں ہی دلہن سے بیوہ بن گئی۔

(5،4) مقدم الذکر مخلص احمدی گھرانہ پر منظّم قاتلانہ حملہ اور ان کے جواں سال لخت جگر کی المناک شہادت کے محض 4 دن بعد 23 اکتوبر کو بلدیہ ٹاؤن میں دو مزید احمدیوں کو خون میں نہلا دیا گیا۔ ان شہداء کے اسماء گرامی مکرم راجہ عبدالحمید خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب تھے۔

40 سالہ مکرم راجہ عبدالحمید خان صاحب پیشہ کے اعتبار سے ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ آپ کو رات کے وقت اپنے کلینک کے اندر نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔ اور ٹھیک دس منٹ کے فرق سے کچھ فاصلہ پر 70 سالہ معمر احمدی مکرم بشیر احمد صاحب کو اپنے جنرل سٹور میں گولیوں سے بھون دیا گیا۔ غالب امکان ہے کہ ان دونوں احمدیوں کے قاتل ایک ہی ہیں۔

پس 7 ہفتوں کے اندر اندر 7 احمدیوں کو کراچی میں شہید کیا گیا جبکہ پورے سال 2012ء میں کراچی میں 9 احمدیوں کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کیا گیا تھا۔ اور حاکم شہر کو یہ نقصان عظیم ایک معمولی بات نظر آتی ہے حالانکہ احمدی درپیش حالات کی انتہائی سنگینی اور سفاک دشمن کے گھناؤنے عزائم کی خبر حکام بالا کو ساتھ کے ساتھ بہم پہنچاتے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف زہر اگلنے کا سلسلہ جاری ہے۔ احمدیوں کو سرعام واجب القتل قرار دیا جاتا ہے۔ ویسے احمدیوں کے خلاف بدامنی پھیلانے والے عناصر اور جماعت احمدیہ کے دشمنوں سے پاکستان کے تمام حکام بخوبی آگاہ ہیں لیکن کارروائی سے گریزاں ہیں۔

نا ہید اٹھائیں گے کوئی اور ہی طوفان
وہ نالے کہ دریوزہ گرِ عرشِ بریں ہیں

احمدیوں پر حملے

کراچی، 19 اکتوبر: جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مقامی مسجد سے گھر واپس لوٹتے ہوئے احمدیوں پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا تھا جس میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے پیچھے سے آ کر پہلے موٹر سائیکل پر سوار 26 سالہ مکرم سعد فاروق صاحب کو شہید کیا اور پھر فوری طور پر کار میں سوار احمدیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے مکرم فاروق کاہلوں صاحب، مکرم عماد فاروق صاحب اور چوہدری نصرت محمود صاحب شدید زخمی ہو گئے۔

شہید مکرم سعد مرحوم کے والد مکرم فاروق کاہلوں صاحب کو چار گولیاں لگیں، مکرم عماد فاروق صاحب کو سر میں گولی لگی، جبکہ مکرم چوہدری نصرت محمود صاحب نے گردن اور سینے پر گولیاں وصول کیں۔ مکرم نصرت صاحب اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں امریکہ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ (شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے، ایک لمبی تکلیف برداشت کر کے بعد میں مکرم نصرت محمود صاحب بھی راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔)

کراچی، 24 ستمبر: 35 سالہ احمدی مکرم منور احمد صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب پر نامعلوم آدمیوں نے حملہ کیا جس میں آپ زخمی ہو گئے۔

دن تین بجے مکرم منور صاحب اپنی بیکری میں کام کر رہے تھے کہ جب دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار آدمی آپ کی دوکان کے سامنے آ کر رکے جن میں سے ایک اندر آیا اور کئی گولیاں داغ کر چلتا بنا۔ فائرنگ سے مکرم منور صاحب اور آپ کا ملازم زخمی ہو گیا۔ زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں دو دن کے علاج معالجہ کے بعد ان کی حالت میں بہتری آنی شروع ہوئی۔

الغرض ہمارا تمام ظالموں اور ان کے ہم نواؤں اور سرپرستوں کے لئے بزبان محسن بھوپالی پیغام ہے کہ ؎

تاریخ ہر اک موڑ پہ دیتی ہے گواہی
قدرت کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں ہے

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔